﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿۔۔۔اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿۔۔۔عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیراعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃ المبارک 17؍اگست 2018ء | 05ذوالحجہ 1439 ہجری قمری ❁ 17؍ظہور 1397 ہجری شمسی | شمارہ33

## حاجیوں سے خطاب

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

’’تمہارے اموال اور تمہاری جانیں اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لئے اسی طرح قابل عزت اور حرام ہیں جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور یہ مہینہ لائقِ ادب اور حرمت والا ہے‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب العلم باب قول النبی ﷺ)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

# زمانہ کی موجودہ حالت مسیح موعود اور مہدی معہود کو پکار رہی ہے

’’یقیناً زمین ظلم وجور سے بھر گئی ہے اور فساد نے نشیب وفراز کو گھیر لیا ہے۔ حقائق اپنے مقامات سے ہٹ گئے اور دقائق اپنے مراکز سے جدا ہو گئے ہیں۔ ملّت نے اپنی زینت کا لبادہ اتار دیا ہے اور شریعت نے اپنی شان وشوکت کی تلوار زیرِ نیام کرلی ہے۔ اس کے اندرونی اسرار اور اس کے باطنی رموز ضائع ہو گئے ہیں۔ اس کے بیٹوں اور پوتوں کی خون ریزی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ آسمان بھی اس کے بیٹوں کے مرجانے اور اس کی غریب الوطنی پر گریہ کُناں ہے۔ اس کا ہر عضو بیمار ہو چکا ہے اور اس کی ہر عورت بانجھ ہو چکی ہے۔ پس اب وہ ایک بڑھیا ہے جو اپنی سب طاقتیں کھو بیٹھی ہے اور ایک عمر رسیدہ عورت ہے جس کی شکل وصورت اور چمک دمک ماند پڑ چکی ہے۔ اور اس کی زبان میں لکنت ہے جس کا بار بار اظہار ہوتا ہے اور اس کے دانتوں پر پیلاہٹ غالب ہے۔ کیا یہ دین وہی دین ہے جو حضرت خاتم النبیین ﷺ لائے تھے اور جسے ربّ العالمین نے کامل کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ان بدعتیوں کے ہاتھوں سے ہر طرح بگڑ چکا ہے جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے بنا رکھا ہے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور وہ سمجھ بوجھ رکھنے والے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس سوائے چھلکے کے کچھ نہیں اور وہ حقیقت کے مغز سے ناآشنا ہیں۔ پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ علماء میں سے بلکہ مشائخ دین میں سے ہیں۔ ان کی زبانوں پر محض وہ قصے جاری ہیں جو ان کے باپ دادوں نے گھڑ لئے تھے۔ ان کے پاس سوائے آرزوؤں اور خواہشات کے کچھ نہیں رہا۔ ان کی جامع مسجدیں ایسے لوگوں سے بھری ہوئی ہیں جو عبودیت کے بھید سے ناآشنا ہیں۔ وہ ان الفاظ کو لے کر جھگڑتے ہیں جو انہوں نے خطا کار ٹولے سے سنے ہیں اور ان کے قدم روحانیت کے کوچوں میں نہیں پڑے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نماز کی حقیقت نہیں جانتے۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں مگر ربّ کائنات کے کلام کا فہم نہیں رکھتے۔ حق ظاہر ہو گیا ہے مگر وہ اسے نہیں پہچانتے۔ اللہ نے اپنے مسیح کو مبعوث فرما دیا ہے لیکن وہ اسے قبول نہیں کرتے اور اس کی تحقیر کرتے ہیں اور تعظیم نہیں کرتے اور نہ مومن ہو کر اس کی خدمت میں آتے ہیں۔ جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے بضد اس کا انکار کیا جب کہ قبل ازیں وہ اس کے منتظر تھے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اے لوگو! بھلائی کی طرف دوڑو اور وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو تو کہتے ہیں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔ انہوں نے میری تکذیب کی اور کماحقہٗ تحقیق نہ کی۔ اور میرے پاس سے تکبر کرتے ہوئے ہی گزرتے ہیں اور جو بھی قرآن نے انہیں نصیحت کی تھی اسے بھول گئے ہیں اور نہیں جانتے کہ رحمان خدا نے کیا اتارا ہے اور اپنی عمریں غفلت میں گنوا رہے ہیں۔ اگر وہ قرآن کا عرفان رکھتے تو ضرور مجھے بھی شناخت کر لیتے لیکن انہوں نے کتاب اللہ کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے بڑی دیدہ دلیری سے پھینک رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تو مُرسَل نہیں ہے۔ اگر وہ حق کے طلبگار ہوتے تو اللہ اور اس کے نشانات گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہیں۔ انہوں نے اپنی زبانیں گالی گلوچ اور توہین کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہوں نے قرآن کے خلاف ان ضعیف روایات سے مدد چاہی ہے جنہیں یقین کا کوئی جھونکا نہیں چھوا۔ اللہ نے حق کو روشن فرما دیا ہے مگر وہ سنتے نہیں اور راز سے پردہ ہٹا دیا ہے مگر وہ التفات نہیں کرتے۔ انہوں نے فرقان پڑھا مگر اس کے مدفون خزانوں کے اسرار پر اطلاع نہ پائی۔ وہ قرآن کے الفاظ میں جکڑے گئے ہیں اور قرآن کے بند خزانوں کی کنجیاں نہیں دیئے گئے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس راستہ سے صحیح سلامت واپس آسکیں۔ اس لئے وہ ٹیڑھے ہو کر راہِ تحقیق سے ہٹ گئے ہیں اور اس اعلیٰ شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں چکھا اور نہ وہ بصیرت رکھنے والے ہیں۔ پھر جب اللہ نے مجھے مسیح موعود بنایا اور عین ضرورت کے وقت مجھے سچائی اور حق کے ساتھ بھیجا تو وہ میری تکذیب کرنے، مجھے کافر ٹھہرانے اور قبیح ترین صورت میں میراذکر کرنے لگ گئے اور وہ اس سے باز آنے والے نہیں۔ آفتابِ زمانہ اپنے غروب کو پہنچ چکا اور زندگی کا سانپ اپنے راستوں کا قصد کر چکا اور دنیا کا صرف تھوڑا سا وقت ہی باقی رہ گیا ہے۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ شیطان کی مقررہ میعاد اور طویل کر دی جائے؟ یقیناً ہمارا یہ زمانہ ہی آخری زمانہ ہے اور اُس نے اِس وقت تک بکثرت لوگ ہلاک کر دیئے ہیں۔ قبل ازیں آدم میدان کارزار میں گر گیا تھا اور شیطان نے اسے ہزیمت دے دی تھی اور چھ ہزار (سال) تک اس نے غلبہ نہ دیکھا۔ اس کی ذریت پارہ پارہ کی گئی اور مختلف سمتوں میں منتشر کر دی گئی۔ تو پھر کب تک شیطان کو مہلت دی جائے گی۔ کیا اس نے اللہ کے تھوڑے سے صالح بندوں کے سوا باقی سب لوگوں کو گمراہ نہیں کر دیا۔ پس وہ اپنا معاملہ پورا کر چکا اور اپنا کام مکمل کر چکا اور اب وقت آگیا ہے کہ ربّ العالمین کی طرف سے آدم کی مدد کی جائے۔‘‘

..............................(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 222 تا 226۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

## خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی گھانا (مغربی افریقہ) میں

# احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نفوذ اور اس کی روز افزوں ترقی کی روشن و درخشندہ اور ایمان افروز تاریخ کی چند جھلکیاں

## مبلغ اسلام واحمدیت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کی زبانی 1921ء کے گھانا کی ایمان افروز یادیں

احمد طاہر مرزا۔ مبلغ سلسلہ گھانا

قسط نمبر 2

گزشتہ قسط میں ذکر ہوا تھا کہ 28 فروری 1921ء کی شام نیّر احمدیت، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ سالٹ پانڈ گھانا کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے۔ 1921ء میں انہیں وہاں کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی نشو و نما کے سامان فرمائے۔ آئیے اس کا احوال خود حضرت مولانا نیر صاحب کی زبانی پڑھتے ہیں۔ کٹھن اور پُر مصائب حالات میں انہوں نے افریقہ میں احمدیت کی بنیادیں ڈالیں۔ اور کس قدر اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے نشانات رؤیا و کشوف کے ذریعے ان مجاہدین کی حوصلہ افزائی فرماتا رہا۔ (اس دور کی الفضل قادیان میں شائع ہونے والی رپورٹس میں بعض نام جو سہو کتابت سے غلط شائع ہوئے ان کو اس مضمون میں درست کر دیا گیا ہے۔)

## 1921ء کا سالٹ پانڈ (Saltpond)

**حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب تحریر فرماتے ہیں:**

ہندوستان سے چودہ ہزار میل کے فاصلہ پر براعظم افریقہ کے مغرب میں گولڈ کوسٹ کی نو آبادی کے اندر ایک چھوٹا سا قصبہ سالٹ پانڈ کے نام سے مشہور ہے۔ نو آبادی کے صوبہ وسطی کا صدر اور فینٹی قوم کا مرکزی مقام ہے۔ آبادی صرف 4 ہزار نفوس ہے۔ مقامی مسلمان کوئی نہیں۔ بورنو سے آتے ہوئے ہاؤ سالوگ یا لیگوس کے باشندے مسلمان ہیں۔ جو بغرض تجارت یہاں آتے ہیں۔ ان لوگوں نے مسجدیں بنائی ہیں۔ دو مسجدیں ہیں۔ اصل آبادی تمام عیسائی یابت لوگوں پر مشتمل ہے۔ دو مسیح مدارس دو گرجا ہیں۔ انہیں سے ویزلین گرجا (Methodist Church) بہت شاندار ہے۔ نصف درجن سے زیادہ یورپین یہاں کام کرتے ہیں۔ جو ہر سال یا 18 ماہ کے بعد چھ ماہ کے لئے ولایت چلے جاتے ہیں۔ رومن کیتھولک پادری فرانسیسی ہیں۔ ویزلین (میتھوڈسٹ) دیسی ہے۔ مسیحی مدارس و مشن اب اپنا خرچ نکالنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ گرجوں کے ممبر متمول رءوسا اور عہدہ داران سرکاری ہیں۔ گرجوں کو چندہ نہ صرف مسیحی دیتے ہیں بلکہ سفید آدمی کا رعب بت پرستوں پر بھی طاری ہے اور وہ بھی برابر گرجوں کے چندوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ہمارا دوست مسٹر عبد الرحمن پیڈرو جولیگوس (نائیجیریا) کا رہنے والا ہے۔ صرف ایک پڑھا لکھا مسلمان ہے۔ اور اچھا عمدہ صاف ذاتی مکان رکھتا ہے۔ جہاں میں عارضی طور پر ٹھہرا ہوا ہوں اور مسٹر پیڈرو کا (Paying Gusest) اپنے خرچ پر رہنے والا مہمان ہوں۔

### فینٹی مسلمان اور سفید مبلغ کی ضرورت

علاقہ فینٹی (Mfantse) میں 1876ء سے اسلام شروع ہوا۔ اور اس وقت چار ہزار سے زیادہ فینٹی مسلمان۔ ان لوگوں میں ایک خاص نظام ہے۔ گو اَن پڑھ ہیں۔ مگر نظام کے پابند ہونے کے سبب ان کی ہستی قائم ہے۔ ہر مقام پر ایک امیر، ایک امام اور ایک مؤذن اور مسجد ہے۔ امیر Elder کہلاتا ہے۔ اور ان سب امیروں پر ایک امیر المومنین یا چیف ہے۔ اس وقت ان مسلمانوں کا امیر اعظم مہدی نام بوڑھا فینٹی چیف ہے۔ (Kojo Adoagyir Appah) چیف مہدی آپاہ مرحوم، وفات 19 اکتوبر 1925ء۔ مرتب) اس خدا پرست بوڑھے نے 45 برس ہوئے اسلام قبول کیا۔ اور اس وقت سے برابر تبلیغ میں مصروف رہا۔ اور جس قدر فینٹی مسلمان ہیں اس کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کی آنکھیں خراب ہوگئی ہیں اور بہت بوڑھا ہے۔ اسے غم ہوتا ہے کہ اس کے بعد یہ مسلمان جو جاہل ہیں جن کو اسلام درست طور پر نہیں سکھایا گیا کہیں مرتد نہ ہو جائیں اور سفید عیسائی مسیحی کے رُعب میں آ کر اسلام کو خیر باد نہ کہہ دیں۔ اس لئے اس کی سعید روح کو خیال ہوا کہ ایک ’’سفید مبلغ‘‘ بلایا جائے۔ کیپ کوسٹ سابق پایہ تخت گولڈ کوسٹ میں اس کو ایک شامی مسلمان ملا جو بغرض تجارت وہاں رہتا ہے۔ اس نے مفتی محمد صادق صاحب کا پتہ دیا۔ اور چیف مہدی نے روپیہ جمع کر کے لنڈن بھیج دیا تا سفید مبلغ سیاہ فام لوگوں میں آئے اور تبلیغ اسلام کرے۔

### اکرافل مرکز مسلمانان فینٹی میں پہلا دربار

چونکہ دو سال سے مبلغ کی آمد تھی۔ مگر ہماری طرف سے التوا پر التوا ہوتا رہا۔ عوام میں ایک قسم کی بدگمانی سی پیدا ہو گئی تھی۔ اور کہنے لگے تھے کہ روپیہ ضائع ہو گیا۔ کوئی سفید آدمی نہیں آئے گا اور سفید آدمی مسلمان ہی نہیں ہوتے۔ میں نے بھی انگلستان سے اپنی روانگی کی اطلاع نہ دی۔ سیرالیون سے ایک تار دیا۔ اور دوسرا اسکنڈی (بندرگاہ) سے ان تاروں پر چنداں اعتبار نہ کیا گیا۔ جب میرے یہاں پہنچنے کی خبر ہوئی تو خاص آدمی مختلف گاؤں سے خبر کی تصدیق کے لئے بھیجے گئے اور بالآخر امیر کا نقیب آیا کہ مجھے دیکھ جائے۔ اس تسلی کے بعد 11 مارچ کو اکرافل نام مقام میں جہاں امیر مہدی رہتے ہیں جلسہ قرار پایا۔ اور میں مع ترجمان موٹر میں (کیونکہ اس ملک میں اور کوئی سواری نہیں۔ گھوڑے، اونٹ، گدھے، بیل مفقود ہے) ساحل سے 24 میل اندرون میں گیا۔ اور میرا مسلمانان فینٹی سے باقاعدہ تعارف کرایا گیا۔

افریقہ کے ایک گاؤں میں غریب، جاہل مگر مخلص لوگوں کا یہ مجمع قابل تذکرہ اور میرے سفر تبلیغ کا اہم واقعہ ہے۔ امیر کے چوبی (لکڑی کے) مکان کے سامنے 500 آدمیوں کا ایک مجمع تھا۔ اور بوڑھا مہدی بدوی لباس (مقامی لباس) پہنے اس مجمع میں اپنے امراء کے حلقہ کے اندر بیٹھا تھا۔ میرے لئے دوسری طرف میز لگایا گیا۔ میرا ترجمان مساجد کے امام میرے اردگرد تھے۔ نقیب نے عصائے منصب ہاتھ میں لے کر امیر اور اس کے اعضاء کی طرف سے مجھے خوش آمدید کہا اور اس کے بعد خود امیر مہدی نے تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا:

’’پینتالیس برس ہوئے میں مسلمان ہوا۔ مجھے صرف اللہ اکبر آتا تھا اور یہی میرے ساتھ کے دوسرے مسلمان جانتے تھے۔ اس وقت نہ ہاؤسالوگ، بورنر کے مسلمان باشندے اور نہ لیگوس کے مسلمان آئے تھے۔ یہ سب لوگ بعد میں آئے اور ان لوگوں نے ہمیں اسلام سکھایا۔ ہم جاہل ہیں۔ اسلام کا پورا علم نہیں۔ سفید آدمی مسیحیت سکھانے آتے ہیں۔ میں بوڑھا ہوں۔ مجھے فکر تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان مسلمان رہیں۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری زندگی میں آپ آ گئے اور اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں۔ ان کو انگریزی و عربی پڑھائی جائے۔ دین سکھایا جائے۔‘‘

اس تقریر کا جواب میں نے تسلی آمیز الفاظ میں دیا اور بتایا کہ اللہ نے تمہاری دستگیری کی اور تمہاری سعادت کو دیکھا۔ اور اس جماعت کی طرف سے مبلغ آیا جو زندہ اسلام پیش کرتی ہے۔ اور جو اس زمانہ میں صحابہ کی مثیل جماعت ہے۔ میری آنکھوں نے مسیح موعود مہدی معہود کو دیکھا۔ میرے کانوں نے اس کے مقدس منہ سے نکلتے ہوئے الفاظ کو سنا۔ میرے ہاتھوں نے اس برگزیدہ پہلوان اسلام کے پاؤں کو چھوا۔ پس مبارک ہو کہ خدا نے تمہاری مدد کی۔ اور اب انشاء اللہ فینٹی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا کام احمدی جماعت کرے گی۔

### خطبہ جمعہ عربی میں

چونکہ یہاں خطبہ جمعہ عربی میں پڑھنے کا رواج ہے اور رواج کو اچانک توڑنا مشکل کام ہے۔ اس لئے مسٹر پیڈرو نے مشورہ دیا کہ پہلی مرتبہ خطبہ عربی ہی میں پڑھا جائے۔ انگریزی کی نسبت عربی سمجھنے والے لوگ فینٹی مسلمانوں میں زیادہ ہیں۔ اس لیے خطبہ عربی میں پڑھا گیا۔ اور اس میں وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی آمد سے اور اسلام کے اصولوں سے حاضرین کو اطلاع دی گئی۔ میری زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے عربی میں موعظ کیا۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ جرأت اور توفیق کس طرح ملی۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

### رؤساء کا نذرانہ

رءوسائے فینٹی نے عاجز کے اکرام میں نذریں پیش کیں۔ اور یہ نذریں اشیائے ذیل پر حسب مراتب مشتمل تھیں۔ کوئی انڈے لایا۔ کوئی مرغی لایا۔ کوئی یام (مقامی سبزی،) لے کر آیا۔ کوئی کیلے اور ناریل اور ایک بڑا آدمی بھیڑ لایا جو اس ملک میں 45 روپیہ پر ملتی ہے۔ اور اس کا گوشت واقعی بہت مجرب تھا۔ یہ سب تحائف شکریہ کے ساتھ قبول کر کے میزبان کے سپرد کئے گئے۔ اور لوگوں کا اخلاص دیکھ کر مسیح پاک پر اور آپ کے آقا پر درود بھیجا۔ اور ان غرباء کے لیے دعا کی۔

### اکرافو کی واپسی

امیر مہدی نے درخواست کی کہ میں اکرافو میں ایک ہفتہ ٹھہروں۔ گو آب و ہوا، خوراک کی بے انتظامی، میری کمزور طبیعت، اجازت نہ دیتی تھی کہ میں ساحل سے دور ٹھہروں مگر ان لوگوں کے اخلاص کو دیکھ کر میں نے منظور کر لیا کہ اچھا میں کل سالٹ پانڈ سے واپس آجاؤں گا۔ اس وعدہ کے مطابق عاجز 12 مارچ کو اکرافو واپس آیا اور ایک ہفتہ ٹھہرا۔ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے جن میں گاؤں کا بت پرست نمبر دار بھی تھا تبلیغ کی۔ اور چند تعلیم یافتہ مسیحی نوجوان جن میں ایک بیرسٹر تھا ملنے کے لئے آئے اور بائبل کی پیشگوئیاں، اسلام کی تعلیم، حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا پیغام سن کر بہت خوش گئے اور پھر کبھی ملنے کا وعدہ کیا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد اسلام میں داخل کرے۔ مسلمان یہاں بھی عام طور پر غریب و مفلس ہیں۔ مگر مسیحی بت پرست اکثر مالدار ہیں۔

### تبلیغ کا کام سہل نہیں، بہت غریب ہندوستانی گولڈ کوسٹ کی نذر ہو چکے

ہمارے بعض دوست یہ خیال کیا کرتے ہیں کہ مبلغین کی زندگیاں راحت و آرام سے گزرتی ہیں۔ میں گولنڈن میں بھی کثرت کام سے گھبرا کر حلق بیٹھے ہوئے اور جسم تھکان سے چور ہونے کی حالت میں اس خیال کی غلطی کا احساس کیا کرتا تھا۔ مگر افریقہ نے تو یہ امر ثابت کر دیا کہ تبلیغ جان جوکھوں کا کام ہے۔ اگر آپ میری خوراک پر نظر کریں تو آپ سادہ شوربا جس میں گھی یا مکھن نہیں ملاحظہ کریں گے۔ پانی کی جگہ چائے اگر نہ پی جائے تو خطرہ ہے کہ کہیں گنی ورم (Guinea Worm) جو آج بھی یہاں موجود ہے) ایک قسم کا کیڑا اندر نہ چلا جائے۔ کیونکہ پانی، دریا یا بارش کا ہے۔ دودھ نام کو نہیں۔ ڈبوں کے دودھ کا استعمال ہے اور ایک چھوٹا گلاس 12 آنہ کو ملتا ہے۔ روزانہ 5 گرین کونین اگر نہ کھاؤں تو بخار کی آمد کا خطرہ ہے۔ اگر فروٹ سالٹ نہ پیئوں تو قبض ہو جاتی ہے۔ بہت غریب ہندوستانی گولڈ کوسٹ کی نذر ہو چکے ہیں۔ اور 45 یورپین پادریوں کی ہڈیاں، افریقہ کے اس ساحل کی خاک میں مدفون ہیں۔ ہندوستانی، سندھی سوداگر سات ماہ کے بعد اپنے آدمی لاس گیلیانس جزائر (Las Galianas) لاس مالپیس (Las Malpias) جزائر، کینیرے میں تبدیل کر دیتے ہیں اور یورپین حکام و سوداگر و پادری اٹھارہ ماہ بعد چھ ماہ کی رخصت پر ولایت چلے جاتے ہیں۔

غرض افریقہ کے اس ساحل پر تبلیغ کا کام جہاں تک جسمانی آرام کا تعلق ہے سہل نہیں۔ باوجود ان حالات کے میں نے اپنے میزبان امیر مہدی کی درخواست قبول کی۔ اور 18 میل موٹر میں جا کر افریقہ کے چار میل مگر ہندوستان کا 3 گھنٹہ کا راستہ جنگل میں سے پیدل چل کر طے کیا۔

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

### حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا

## فرائیڈے دی ٹینتھ (Friday The 10th) والا

# حیرت انگیز رؤیا اور اس کی عظیم الشان تعبیرات

نصیر احمد قمر

دوسری و آخری قسط

## Friday the 10th کی پیشگوئی کا ایک اور عظیم الشان رنگ میں ظہور

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ 23/فروری 1990ء میں Friday the 10th کی پیشگوئی کے ایک اور عظیم الشان رنگ میں ظہور کو بیان فرمایا۔ حضورؒ نے فرمایا:

"گزشتہ سال ایک خطبے میں مَیں نے دیوارِ برلن کے گرنے کا ذکر کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ اس صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک یہ واقعہ ہے اور بلاشبہ سال 1989ء میں ہونے والے تمام واقعات میں سب سے زیادہ اہم یہ واقعہ تھا۔ چنانچہ تمام دنیا کے اخبارات میں اس روز یعنی ... رات کو واقعہ ہوا صبح دوسرے دن یہی شہ سرخیاں لگیں اور سب سے زیادہ اہم اس بات کو قرار دیا گیا کہ دیوارِ برلن گرگئی ہے۔

اس سلسلے میں مجھے چند دن ہوئے اسلام آباد سے نصیر احمد صاحب طارق کی ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں انہوں نے بعض ایسی باتوں کی طرف میری توجہ مبذول کروائی جن کی طرف پہلے میرا خیال نہیں گیا تھا۔ چنانچہ ان کا خط پڑھ کر میں نے اس پر پوری تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ جو باتیں انہوں نے لکھی تھیں وہ بالکل درست ہیں۔

اس دن جس دن یہ دیوار گرائی گئی ہے، سورج غروب ہو چکا تھا اور اگلے دن کی رات پڑ چکی تھی۔ اسلامی حساب سے گویا دن کی تاریخ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ختم تھی اور ایک نئے دن کی رات طلوع ہونی تھی۔ جہاں تک انگریزی کیلنڈر کا تعلق ہے، نیا دن رات کے بارہ بجے شروع ہوا اور پھر وہ اگلے دن رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ وہ دس تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا اور جتنے اخبارات میں دنیا میں یہ خبریں شائع ہوئیں، ان پر Friday the 10th عنوان لگا ہوا تھا۔ Date Line اس کی یہ بنتی تھی۔ اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے کشفًا مجھے یہ واقعہ دکھایا تھا، یہ وہ پہلا Friday ہے جو اسلامی مہینے کے لحاظ سے بھی اور انگریزی مہینے کے لحاظ سے بھی Friday the 10th کہلا سکتا ہے اور پوری طرح یہ دونوں تاریخیں ایک دوسرے کے ساتھ منطبق ہو گئی تھیں۔ تو اوّل تو انگریزی تاریخوں کا اسلامی تاریخوں کے ساتھ منطبق ہو جانا یہ کم کم ہوتا ہے۔ اور پھر یہ اس پر مزید اضافہ کہ صرف تاریخوں کا انطباق نہیں تھا بلکہ جمعہ کے دن یہ انطباق ہوا اور اسی دن یہ حیرت انگیز واقعہ بھی رُونما ہوا۔

اس کے متعلق اخبارات نے جو مختلف خبریں لگائی ہیں، یہ اس کی تفصیل میں جانے کا تو وقت نہیں لیکن ایک اخبار وطن Weekly London نے جو بیان کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگلا دن یعنی دس تاریخ شروع ہونے کے وقت دراصل دیوارِ برلن کے اوپر حملہ ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

"حکومت نے اپنی سرحدیں کھولنے اور اپنے شہریوں کو مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور پھر کیا تھا، شہریوں کا ایک سیلاب آ گیا اور نصف شب کے بعد لوگوں نے دیوارِ برلن پر ہلّہ بول دیا"۔

پس نصف شب کے بعد ہلّہ بولنا بھی معنی رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسلامی لحاظ سے ہی وہ دس تاریخ شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ انگریزی کیلنڈر کے لحاظ سے بھی دیوارِ برلن پر جب ہلّہ بولا گیا ہے تو دس تاریخ شروع ہو چکی تھی۔

اس سلسلہ میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے جو اہمیت ہے، اس کے متعلق مَیں کچھ باتیں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔

روس کے متعلق تقریبًا سب احمدی جانتے ہیں، بچے بچے کو یہ علم ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ جماعت احمدیہ کو روس میں وہ ریت کے ذرّوں کی طرح پھیلا دے گا اور ایک رؤیا میں آپ نے روس کے عصا کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے دیکھا اور وہ عصا بھی تھا اور بندوق کی نالیوں کی طرح اس عصا کے اندر نالیاں بھی تھیں۔ یہ پیشگوئیاں جماعت میں عام ہیں۔ یعنی ان کا علم عام ہے اور سب نظریں لگائے بیٹھے رہے کہ کب خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے آثار ظاہر فرمائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو بار بار تحریک بھی کی۔ ان دنوں میں یعنی انقلاب روس کے بعد شروع کے دس پندرہ سال تک باہر کی دنیا کے لئے روس کے علاقے میں داخل ہونا بہت ہی مشکل تھا۔ بعد ازاں سہولتیں پیدا ہوئیں لیکن پابندیاں بھی جاری رہیں۔ ان دنوں میں تو بہت ہی مشکل کام تھا اور خطرناک کام تھا اس لئے باقاعدہ جماعت کی طرف سے مبلغ تو بھجوایا نہیں جا سکتا تھا یعنی اجازت لے کر اور ویزا حاصل کر کے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو یہ توجہ دلائی کہ کچھ ایسے لوگ نکلیں جو روس تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں۔

اس سلسلے میں جو اہم کردار حضرت مولوی ظہور حسین صاحب نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ادا کیا وہ تاریخ مَیں دہرانی چاہتا ہوں تا کہ روس کے تعلق میں ابتدائی خدمت کے وہ واقعات بھی آپ کے سامنے آجائیں اور اس مجاہد اوّل مولوی ظہور حسین صاحب کے لئے اور ان کے لئے جو اُن کے ساتھ شامل ہوئے تھے دعا کی بھی تحریک ہو۔ انہوں نے روس سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ تو ایسی حالت میں گزارا کہ ان کو اپنے دماغ پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ اتنا شدید ان کو وہاں عذاب دیا گیا، ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ اس کے نتیجے میں وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ جب ان کو ترکی کی سرحد سے پار پھینک دیا گیا تو اتفاق سے کسی نے اندازہ لگا کر کہ یہ ہندوستانی ہے، ان کو برٹش ایمبیسی میں پہنچا دیا اور چونکہ وہ پاگل پن کی حالت میں بھی "قادیان قادیان" بار بار کہتے تھے اس لئے کسی برٹش آفیسر کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ ہندوستان کے شہر قادیان کا رہنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت سے تعلق قائم کیا اور پھر ان کو وہاں بھجوا دیا گیا۔ یہ وقتی دَور جو بدحواسی کا تھا یہ زیادہ لمبا عرصہ نہیں چلا۔ لیکن وہ جو تعذیب کے نشانات تھے وہ ساری عمر بدن پر قائم رہے اور جو ہم نے بھی بچپن میں بارہا دیکھے۔ سارے جسم پر جھلسنے کے اور تکلیفوں کے آثار باقی رہے تھے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے بعد میں ایک بہت لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی اور ایک کتاب "آپ بیتی" کے نام سے شائع کی جس میں مختصراً روس کے واقعات کا ذکر ہے۔

اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی 1924ء میں آپ دو دیگر مبلغین محمد امین خاں صاحب اور صاحبزادہ عبدالمجید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روس کے سفر پر روانہ ہوئے۔ عبدالمجید صاحب کو تو رستے میں ایران میں ٹھہر جانا تھا کیونکہ وہ ایران کے لئے مبلغ مقرر ہوئے تھے اور محمد امین خان صاحب اور مولوی ظہور حسین صاحب کے سپرد یہ کام تھا کہ یہ... جس طرح بھی بس چلے ایران کی طرف سے روسی سرحد پار کر کے روس میں داخل ہو جائیں۔ مولوی ظہور حسین صاحب مشہد میں بیمار ہو گئے اور وہاں رکنا پڑا۔ مولوی محمد امین صاحب کچھ انتظار کے بعد اکیلے ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور بخیریت بخارا پہنچ گئے۔

...مولوی ظہور حسین صاحب بعد میں جب اکیلے روس میں داخل ہوئے تو وہ بھی دس تاریخ تھی اور یہ دس دسمبر کا دن تھا۔ آپ آرتھاک (Qrthak) پہنچے لیکن جب آپ بخارا جانے کے لئے (یہاں طے ہوا تھا کہ یہ اور محمد امین خاں صاحب ملیں گے) ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو وہاں آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بعد پھر ایک لمبا دَور آپ کو اذیتیں دینے کا شروع ہوا۔ اسی حالت میں جب آپ قید تھے (چونکہ آپ کو رشین زبان نہیں آتی تھی، کوئی ساتھیوں سے رابطہ نہیں تھا) تو آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظہور حسین! آپ جیل میں تبلیغ نہیں کرتے۔ اس رؤیا سے وہ خدائی منشاء سمجھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے روسی زبان سیکھنا شروع کر دی اور چونکہ کچھ مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اس لئے ان سے زبان بھی سیکھی اور ان کو تبلیغ بھی شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلا روس میں جو احمدی ہوا ہے وہ جیل میں ہوا ہے اور اس طرح سُنّتِ یوسفی دہرائی گئی۔ مولوی صاحب کو نمازوں میں منہمک دیکھتے اور جس طرح ان کی طبیعت میں غیر معمولی رقّت پائی جاتی تھی (یہ انہوں نے کتاب میں تو ذکر نہیں کیا لیکن ہم جو بچپن سے ان کو جانتے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ بہت ہی رقیق القلب تھے اور جلد جذباتی ہو جایا کرتے تھے تو نمازوں میں بھی ان کی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی) اس کا اور ان کی تلاوت کا ان کے ساتھیوں پر گہرا اثر ہوا اور اسی کے نتیجے میں ان کو زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی۔ ان کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ روس میں وہ شخص جو سب سے پہلے احمدی مسلمان ہوا ہے وہ عبداللہ خان تھا۔ یہ عبداللہ خان تاشقند کا رہنے والا تھا اور اپنے علاقے کا بہت بڑا اور بارسوخ انسان تھا۔ عبداللہ خان کے ذریعے پھر اور قیدیوں میں بھی احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی اور کئی قیدیوں نے ان کی معرفت پھر بیعتیں کیں۔

یہ واقعہ ... 1924ء کا ہے۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ مرکز کا بھی رابطہ کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو اس وقت اتنی ہوش نہیں تھی کہ بتائیں کہاں کہاں احمدی ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رابطہ بالکل کٹ گیا اور رابطہ کٹنے کے باجود مولوی ظہور حسین صاحب ہمیشہ اس بات پر مصرّ رہے اور اس بات کے قائل رہے کہ وہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں، جو قائم ہیں اور پھیل بھی رہی ہوں گی لیکن ہمیں ان کی تفاصیل کا کوئی علم نہیں تھا۔

سب سے پہلے جب مجھے روس میں جماعت احمدیہ کے متعلق جو علم ہوا ہے وہ ایک روسی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعہ سے ہوا جو انگلستان سے غالبًا بشیر احمد صاحب رفیق نے یا کسی نے معلوم کر کے مجھے مطلع کیا کہ یہاں ایک روسی انسائیکلو پیڈیا شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اوپر ایک روسی سکالر نے مقالہ لکھا ہے اور اس مقالے میں احمدیت کے متعلق کئی قسم کی باتیں درج ہیں۔ چنانچہ میں نے تحقیق کر کے اس مقالے کو حاصل کیا اور اس کے انگریزی اور اردو میں تراجم کروائے اور ان تراجم سے بعض بہت دلچسپ باتیں سامنے آئیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ روسی مقالہ نگار نے بڑی تحدّی کے ساتھ یہ لکھا کہ روس میں بھی احمدیہ جماعتیں موجود ہیں لیکن ان کا تعلّق اپنے مرکز سے کٹ چکا ہے۔ اور اس کی وجہ مقالہ نگار نے یہ بیان کی کہ ان کو غالبًا اپنے مرکز سے یہ ہدایت ہے کہ روس میں رہتے ہوئے ہم سے تعلق نہ رکھو۔ یہ بات تو غلط ہے۔ غالبًا انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے یعنی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ روس نے مذہبی جماعتوں کو بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے پر روکیں عائد کر رکھی ہیں یہ ایک بہانہ تراشا اور باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا کہ جماعتیں موجود ہیں لیکن یہ بات غلط کہہ دی کہ مرکز نے گویا جماعتوں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ ہم سے رابطہ نہ کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ان سے رابطہ کیسے ہونا تھا اور خدا کی تقدیر میں کیا مقدر تھا۔ اس بات

کو بیان کرنے کے لئے آپ کو میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رؤیا بتا تا ہوں۔

اس رؤیا میں حضرت مصلح موعودؓ یہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے ملک میں حالات خطرناک ہو چکے ہیں۔ اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ مجھے وہاں سے ہجرت کرنی پڑ رہی ہے اور اس ہجرت کے دوران میری گود میں میرا ایک بچہ ہے جس کا نام طاہر احمد ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بچہ ساتھ نہیں۔ اس ہجرت کے دوران مَیں ایک نئے ملک میں پہنچتا ہوں اور اس ملک میں داخل ہو کر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا ملک ہے؟ تو بتاتے ہیں کہ روس ہے۔ اور جب میں ان لوگوں سے گفتگو کرتا ہوں اور ان کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں تو ایک آدمی ہلکی سی آواز میں احتیاط کی طرف متوجہ کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اونچا نہ بولیں ہم احمدی ہیں اور یہ سارا گاؤں اور اس علاقے میں جو لوگ ہیں یہ سب احمدی ہیں۔ لیکن ہم حالات کی مجبوری سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ رؤیا اسی بات پر ختم ہو گیا۔

اب یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی کہ روس کا تعلق دوبارہ جماعت احمدیہ سے قائم ہونا میرے زمانے میں ہو۔ یہ سارے مقدر کے فیصلے تھے جن کے آپس میں ٹانٹے ملے ہوئے ہیں۔ اور پھر مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے Friday the 10th دکھایا اور Friday the 10th کو وہ حیرت انگیز انقلاب برپا ہوئے جن کی روشنی میں روس میں اسلام کے داخل ہونے یا جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کے داخل ہونے کے نئے دروازے کھلیں اور نئے امکانات روشن ہوں۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے اور کوئی اتفاق نہیں بلکہ مقدر تھا کہ جماعت احمدیہ کے خلفاء میں سے صرف مَیں ہوں جس کے ساتھ متعدّد روسی مسلمان علماء اور صاحب دانش لوگوں نے ذاتی رابطہ قائم کیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھی خلیفہ اس سے پہلے نہیں گزرا جس کا کسی روسی رہنما سے ذاتی رابطہ ہوا ہو۔ ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، متعدد رابطے ہوئے اور ایسے رابطے ہوئے جن میں ہماری طرف سے کسی کوشش کا دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کے سامان پیدا فرما دیئے اور جس طرح وہ سامان پیدا ہوئے ہیں، ان میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نہ ہماری کوشش کا دخل تھا، نہ اتفاقات تھے بلکہ خدا کی واضح تقدیر ان میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔

پہلے روسی عالم جو عالمی شہرت رکھتے ہیں جن کی مجھ سے ملاقات ہوئی، وہ الحاج عبداللہ یُف (Abdullayev) تھے۔ جس دن ان سے ملاقات ہوئی، اس کے دوسرے یا دو تین دن بعد جمعہ تھا اور میں نے جمعہ میں بیان بھی کیا تھا کہ روس کے ایک بہت ہی مقتدر مسلمان تشریف لائے تھے اور ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد داغستان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور آذربائیجان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے اہم لوگ جو کانفرنسز میں یہاں تشریف لاتے رہے آ کے مجھ سے ملتے رہے اور پھر بیلاروس (Byelorussia) کے مسلمان راہنماؤں میں سے ایک نے بذریعہ خط رابطہ کیا اور انہوں نے یہ بتایا کہ ان کو کسی ذریعے سے جماعت احمدیہ کا وہ کتابچہ جس میں قرآنِ کریم کی منتخب آیات کا روسی ترجمہ ہے ان تک پہنچا اور ان کو اس کے مطالعہ سے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے بہتر روسی زبان میں کبھی قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تو یہ جو سب رابطے پیدا ہوئے ہیں یہ سارے ایک ہی مضمون کی کڑیاں ہیں۔ اس لئے اگر کسی کے ذہن میں یہ وہم ہو کہ Friday the 10th کا اس دن پر اطلاق پانا کوئی اتفاقی حادثہ ہے تو اس سارے مضمون کو سننے کے بعد کوئی بہت ہی متعصّب ہوگا یا طفلانہ خیال کا حامل ہوگا جو یہ اصرار کرے کہ یہ اتفاقی حادثہ تھا۔

اس دن اسلامی مہینے کا انگریزی مہینے کے ساتھ انطباق، اس دن جمعہ کا دن ہونا، اس دن اس انقلابی سال کا سب سے بڑا انقلابی دن ہونا جس کے متعلق ساری دنیا نے کہا کہ یہ سال ایک غیر معمولی حیثیت کا سال ہے اور تمام دوسرے اپنے اردگرد کے سالوں سے بہت ہی زیادہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور پھر اس دن کا اس سال میں سے بھی چوٹی کی طرح ابھر آنا اور غیر معمولی حیثیت اختیار کر جانا۔ اور اس سے پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ رؤیا جس کی تعبیر ظاہر ہے کہ ہجرت کا مجھے موقعہ ملے گا اور اس ہجرت کے دوران روس سے رابطہ ہوگا اور پھر ساری خلافتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک ہی خلیفہ کا روس کے ساتھ رابطہ ہونا، اگر یہ سارے اتفاقات ہیں تو پھر نظم و ضبط کے ذریعے واقعات کا ترتیب پانا کچھ اور ہی معنی رکھتا ہوگا۔ درحقیقت یہ ظاہر طور پر تقدیر ہے جس نے باقاعدہ ان واقعات کو منضبط کیا ہے اور ایک باقاعدہ ترتیب دی ہے اور تعلق جوڑے ہیں۔

پس اس پس منظر کو بیان کرتے ہوئے جہاں میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں آ چکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں، وہاں ان کی ذمہ داریاں دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ان قوموں سے جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں اسلامی رابطے قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔۔۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ فروری 1990ء۔ خطباتِ طاہر جلد 9 صفحہ 113 تا 119)

..............................

الغرض خلافتِ رابعہ کے دَور میں اور اس کے بعد خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں بھی متعدد ایسے واقعات و نشانات ظاہر ہوئے جو کسی نہ کسی رنگ میں Friday the 10th کے عظیم الشان کشف میں دکھائی جانے والی روشن تجلّی کے ساتھ منسلک تھے اور وہ افرادِ جماعت کی تقویتِ ایمان کا موجب ہوئے۔ مثلاً سکھر کے دو اسیرانِ راہِ مولیٰ بھائی مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو 1984ء سے سکھر جیل میں پابندِ سلاسل تھے، آٹھ سال بعد 1992ء میں اُن کی رہائی کو بھی حضورؒ نے قادیان دارالامان میں اپنی Friday the 10th (یعنی جمعۃ المبارک 10/ جنوری 1992ء) کو کی جانے والی خصوصی دعا کا اعجاز قرار دیا۔ حضور رحمہ اللہ کو ان اسیران کی رہائی کی خبر اس وقت ملی جب آپ قادیان سے واپسی پر دہلی کے سفر کے دوران امرتسر اسٹیشن پر ٹرین کے انتظار میں انتظارگاہ میں تھے۔ جب حضور رحمہ اللہ کو یہ خوشخبری دی گئی تو آپ کا چہرہ فرطِ مسرّت سے چمک اٹھا اور فرمایا:

’’قادیان میں اس جمعہ یعنی Friday the 10th کو میں نے خاص طور پر ان کی اعجازی رستگاری کے لئے بارگاہِ ربّ العزّت میں التجا کی تھی۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور الہام Friday the 10th کی چمکار پر تصدیق کی ایک اور مہر ثبت کر دی۔‘‘

اسی ضمن میں جب دہلی پہنچ کر حضور نے محترم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب سے فون پر بات کی تو فرمایا:

’’مَیں جب سے قادیان آیا ہوں آپ لوگوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں کر رہا ہوں اور پھر Friday the 10th جو قادیان میں آیا اس میں مَیں نے ایسی خصوصیت سے دعا کی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اَب یہ واپس نہیں آئے گی۔‘‘

(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ’دورہ قادیان 1991ء حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ۔ مرتّبہ ہادی علی چوہدری صفحہ 162 تا 166)

..............................

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں مکفّرین و مکذّبین احمدیت کو بالخصوص ائمۃ التکفیر کو حق و باطل میں امتیاز ظاہر کرنے کے لئے 1988ء میں مباہلہ کا ایک چیلنج دیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں عالمی سطح پر احمدیت کی حقّانیت کو ظاہر کرنے والے اور مخالفین کو ذلیل و رسوا کرنے والے متعدّد نہایت اہم اور بیّن اور قوی اور روشن نشانات ظاہر ہوئے۔ یہ مباہلہ کا چیلنج بھی دس تاریخ کو اور جمعہ کے روز ہی دیا گیا تھا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرائیڈے دی ٹینتھ (Friday the 10th) والے کشف کی ایک تجلّی جمعۃ المبارک 10 جون 1988ء کو بھی ظاہر ہوئی جس کے نتیجہ میں مکفّرین و مکذّبین کا جھوٹا ہونا سب پر عیاں ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مورد ہوئے اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کی برسات خوب کھل کر برسی۔

(اس مباہلہ اور اس کے ثمرات و نتائج کی کسی قدر تفصیل الفضل انٹرنیشنل کے اسی سال کے ماہ جون کے شماروں میں شائع ہو چکی ہے)

..............................

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دی جانے والی خوشخبریوں کو کئی کئی بار اور مختلف رنگوں میں پورا کرتا ہے۔ اور ان کا ہر اظہار ہی مومنین کے قلوب کو لطیف روحانی مسرّتوں سے معمور کرتا ہے۔

..............................

## فرائیڈے دی ٹینتھ اور جماعت احمدیہ فرانس

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے Friday the 10th کے مبشر پیغام پر مشتمل یہ کشف مختلف رنگ میں پورا ہو کر اپنی چمک دکھلاتا رہا لیکن اس کشف کی ایک نہایت پُرشوکت اور خوبصورت تجلّی خلافتِ خامسہ کے عہد سعادت مہد میں جمعہ 10/ اکتوبر 2008ء کو فرانس میں ہی ظاہر ہوئی۔

جماعت احمدیہ فرانس کی تاریخ میں جمعہ 10/ اکتوبر 2008ء کا دن وہ غیر معمولی اہمیت کا حامل، تاریخی اور سنگِ میل حیثیت رکھنے والا دن ہے جب Friday the 10th کی خوشخبری ایسی وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی کہ کسی چشمِ بصیرت رکھنے والے منصف مزاج کے لئے اس کا انکار ممکن نہیں۔ یہ وہ دن ہے جب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ’’مسجد مبارک‘‘ کا افتتاح فرمایا۔ یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ سال کا دسواں مہینہ (یعنی ماہ اکتوبر) اور اس کی دس تاریخ تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان میں اسلامی کیلنڈر کے لحاظ سے ماہِ شوّال کی بھی دس تاریخ تھی۔ Friday the 10th والے کشف میں جو دس کا ہندسہ بار بار روشن الفاظ میں دھڑکتا دکھایا گیا تھا اس میں یہ پیغام تھا کہ خدا کی رحمت کے نشان پر مشتمل یہ روشن تجلّی ایک دفعہ ہونے والا واقعہ نہیں بلکہ یہ نشان بار بار رونما ہوگا اور اپنی بار بار کی چمکار سے لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’مسجد مبارک‘ فرانس کے افتتاح کے موقع پر اپنے خطبہ جمعہ میں Friday the 10th کے اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

**’’28/ دسمبر 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورہ فرانس کے دوران اپنے اس کشفی نظارے کا پہلی دفعہ ذکر کیا تھا جس میں گھڑی پر دس کے ہندسے کو چمکتے دیکھا تھا اور آپ کے ذہن میں اس کے ساتھ آیا تھا کہ یہ Friday the 10th کی تاریخ ہے۔ وقت نہیں ہے۔ تو آج بھی اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ Friday the 10th ہے اور فرانس کی پہلی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ برکات جو Friday the 10th کے ساتھ وابستہ ہیں، جن کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی خوشخبری دی گئی تھی، اور اللہ تعالیٰ ایک بات کو کئی رنگ میں پورا فرماتا ہے اور کئی طریقوں سے ظاہر فرماتا ہے، اللہ کرے کہ وہ اس مسجد کے ساتھ بھی وابستہ ہوں اور یہ مسجد جماعت کی ترقی کے لئے اس ملک میں ایک سنگ میل ثابت ہو۔‘‘**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مئی 1985ء میں Friday the 10th والے کشف کے حوالہ سے افرادِ جماعت کی مختلف تعبیروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’...ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اُس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ ہاں یہ بات پوری ہوگئی۔‘‘

چنانچہ ہم جماعت احمدیہ فرانس کے تاریخی پس منظر میں اور بالخصوص دسمبر 1984ء سے (جب فرانس میں حضور رحمہ اللہ کو Friday the 10th والے کشف کے ذریعہ خوشخبریوں کی نوید سنائی گئی) جمعۃ المبارک 10/ اکتوبر 2008ء (یعنی فرانس میں جماعت کی پہلی مسجد ’مسجد مبارک‘ کے افتتاح) تک کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو دل بے اختیار یہ گواہی دیتا ہے کہ Friday the 10th کی خوشخبری بہت نمایاں اور روشن

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

**حضرت مُنْذِرْ بن محمد انصاری اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضوان اللہ علیہم کے حالات زندگی اور سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ۔**

**اللہ تعالیٰ ان صحابہ کی اعلیٰ خصوصیات کا حامل ہمیں بھی بنائے اور ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27؍جولائی 2018ء بمطابق 27؍وفا 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

صحابہ کے ذکر میں آج میں دو صحابہ کا ذکر کروں گا۔ پہلے ہیں حضرت منذر بن محمد انصاری۔

حضرت منذر بن محمد کا تعلق قبیلہ بنو جَحْجَبا سے تھا۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن محمد اور طفیل بن حارث کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 248 منذر بن محمدؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور حضرت ابوسَبْرَہ بِن اَبِی رُھْم مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو انہوں نے حضرت مُنذر بن محمد کے گھر قیام کیا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 55 زبیر بن العوامؓ، صفحہ 61 حاطب بن ابی بلتعہ، صفحہ 215 ابوسبرہ بن ابی رھم مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) حضرت منذر نے غزوہ بدر اور اُحد میں شرکت کی اور بئرمعونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 248 منذر بن محمدؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) بئرمعونہ کا پہلے بھی ایک دو جگہ صحابہ کے واقعات میں ذکر ہو چکا ہے۔ دوبارہ اس حوالے سے مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ حضرت منذر کی شہادت کی جو تفصیل ''سیرت خاتم النبیین'' میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 4 ہجری میں منذر بن عمرو انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے۔ ان کی تعداد ستّر تھی۔ سارے کے سارے قاری تھے۔ یعنی قرآن خواں تھے۔ جو دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے، لکڑیاں بیچتے اور پھر اپنا پیٹ پالتے۔ رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔ جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنوئیں کی وجہ سے بئرمَعُوْنَہ کے نام سے مشہور تھا تو ان میں سے ایک شخص حَرَام بن مِلْحَان جو انس بن مالک کے ماموں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس اور اَبُوبَرَاء عامر کے بھتیجے عامر بن طفیل کے پاس آگے گئے۔ باقی صحابہ پیچھے رہے۔ جب حرام بن ملحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے طور پر عامر بن طفیل اور ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے شروع میں تو منافقانہ طور پر بڑی آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام کا پیغام پہنچانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے کسی آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے اس بے گناہ ایلچی کو پیچھے کی طرف سے نیزے کا وار کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس وقت جب حَرام بن مِلحان زخمی ہوئے تو ان کی زبان پر الفاظ تھے کہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ۔ کہ اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! کہ مَیں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ عامر بن طفیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے قتل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے بعد اپنے قبیلہ بنو عامر کے لوگوں کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بقیہ جماعت پر حملہ کریں مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم ابوبَراء کی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے اس پر عامر نے قبیلہ بنوسُلَیم میں سے بَنُو رِعْل اور ذکوان اور عُصَیَّہ وغیرہ کو (یعنی وہی لوگ جو بخاری کی حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بن کر آئے تھے کہ ہمیں کچھ لوگ بھیجیں جو ہمیں تبلیغ کریں) اپنے ساتھ لیا اور یہ سب لوگ مسلمانوں کی اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی تعرّض نہیں ہے۔ ہم کوئی لڑائی کرنے نہیں آئے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک کام کے لئے آئے ہیں اور ہم تم سے لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ان صحابیوں میں سے جو اس وقت موجود تھے صرف ایک شخص بچا جو پاؤں سے لنگڑا تھا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا ہوا تھا۔ ان صحابی کا نام کعب بن زید تھا۔ (ان کا ذکر ہو چکا ہے۔) بعض اَور روایات سے پتہ لگتا ہے کہ کفار نے اس پر بھی حملہ کیا تھا جس سے وہ زخمی ہوئے تھے اور کفار انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے مگر اصل میں ان میں جان باقی تھی اور وہ بعد میں بچ گئے۔

صحابہ کی اس جماعت میں سے دو شخص یعنی عَمرو بن اُمیّہ ضَمْرِی اور مُنذِر بن محمد اس وقت اونٹوں وغیرہ کے چرانے کے لئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر اِدھر اُدھر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دُور سے اپنے ڈیرے کی طرف نظر ڈالی تو انہوں نے دیکھا کہ پرندوں کے جُھنڈ ہوا میں اڑتے پھر رہے ہیں۔ وہ اس صحرائی اشارے کو خوب سمجھتے تھے۔ (جب ریت میں پرندے اس طرح جھنڈ کے جھنڈ پھر رہے ہوں تو مطلب ہوتا ہے کہ نیچے ان کے لئے کھانے کا کوئی انتظام ہے۔) وہ فوراً سمجھ گئے کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے اور دیکھا تو ظالم کفار کے کشت وخون کا کارنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ دور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہئے اور مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینی چاہئے۔ مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا۔ جہاں ہمارا امیر منذر بن عمرو شہید ہوا ہے وہیں ہم لڑیں گے۔ چنانچہ وہ بھی آگے بڑھے اور لڑ کر شہید ہوئے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 519-518) یعنی منذر بن محمد جو اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے جب وہ آئے تو انہوں نے بھی دشمنوں کا مقابلہ کیا اور وہیں شہید ہوئے۔ اس طرح ان کی شہادت 4 ہجری میں ہوئی۔''

دوسرے صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ہیں۔ ان کا تعلق قبیلہ لَخم سے تھا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بنو اَسد کے حلیف تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اہل یمن میں سے تھے۔ عاصم بن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور آپ کے غلام سعد نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو دونوں حضرت مُنذِر بن محمد بن عُقْبَہ کے پاس رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور حضرت رُخَیْلَہ بن خالد کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم فرمایا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُوَیم بن سَاعِدَہ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان مؤاخات کا تعلق قائم کیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ غزوہ بدر، غزوہ اُحد، غزوہ خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک تبلیغی خط دے کر مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حضرت حاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر اندازوں میں سے تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے بہترین گھڑ سواروں اور شعراء میں سے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ عبیداللہ بن حَمِید کے غلام تھے اور آپ نے اپنے مالک سے مکاتبت کر کے آزادی حاصل کر لی تھی اور مکاتبت کی رقم انہوں نے فتح مکّہ کے دن ادا کی تھی۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 491 حاطب بن ابی بلتعہؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 242 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 2 صفحہ 5-4 حاطب بن ابی بلتعہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء) حضرت اُمّ سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خاوند کی وفات کے بعد شادی کا جو پیغام دے کر میرے پاس بھیجا تھا وہ حاطب بن ابی بلتعہ کو بھیجا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند المصیبۃ جلد 4 صفحہ 80 حدیث 1516 مترجم نور فاؤنڈیشن)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالک نے حاطب بن ابی بلتعہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن میری طرف متوجہ ہوئے۔ جنگ کے بعد جب ذرا حالات بہتر ہوئے تو قریب گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف میں تھے۔ حضرت علی کے ہاتھ میں پانی کا برتن تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی سے اپنا چہرہ دھو رہے تھے۔ حاطب نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُتبہ بن ابی وقاص نے میرے چہرے پر پتھر مارا ہے۔ حضرت حاطب کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نے یہ آواز پہاڑی پر سنی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں اور اس آواز کو سن کر میں اس حالت میں یہاں آیا ہوں گویا کہ میری روح نکل رہی ہے۔ میری جان نکل رہی ہے۔ لگتا ہے جسم میں جان نہیں۔ حضرت حاطب نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عتبہ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف اشارہ کیا کہ فلاں طرف ہے۔ حضرت حاطب اس کی طرف گئے۔ وہ آدمی چھپا ہوا تھا یہاں تک کہ آپ اسے قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت حاطب نے تلوار کے وار سے اس کا سر اتار دیا۔ پھر آپ اس کا سر اور سامان اور اس کا گھوڑا پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارا کچھ سامان حضرت حاطب کو دے دیا اور حضرت حاطب کے لئے دعا کی۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھ سے راضی ہو۔ اللہ تجھ سے راضی ہو۔ (دو دفعہ فرمایا۔)

(کتاب السنن الکبریٰ للبیہقی، جماع ابواب الانفال باب السلب للقاتل حدیث 13041 جزء 6 صفحہ 504 مکتبۃ الرشد ناشرون 2004ء)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی وفات 30 ہجری میں مدینہ میں 65 سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط مقوقس کو بھیجا تھا اس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ یہ تیسرا خط تھا جو بادشاہوں کو بھیجا گیا۔ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 818) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بیان فرمایا کہ چوتھا خط تھا۔ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 321) بہرحال اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے سربراہوں اور بادشاہوں کو جو خط لکھے گئے تھے ان میں سے ایک خط مقوقس والیٔ مصر کے نام بھی تھا جو قیصر کے ماتحت مصر اور اسکندریہ کا والی یعنی موروثی حاکم تھا اور قیصر کی طرح مسیحی مذہب کا پیرو تھا۔ اس کا ذاتی نام جُریج بن مِیْنَا تھا اور وہ اور اس کی رعایا قبطی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ بھجوایا۔ اور اس خط کے الفاظ یہ تھے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقَسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ۔ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْقِبْطِ۔ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بن مانگے رحم کرنے والا اور اعمال کا بہترین بدلہ دینے والا ہے۔ یہ خط محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے قبطیوں کے رئیس مُقوقس کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بعد اے والیٔ مصر! میں آپ کو اسلام کی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ مسلمان ہو کر خدا کی سلامتی کو قبول کرو کہ اب صرف یہی نجات کا رستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر دے گا۔ لیکن اگر آپ نے رُوگردانی کی تو (علاوہ خود آپ کے اپنے گناہ کے) قبطیوں کا گناہ بھی آپ کی گردن پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی صورت میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں اور خدا کو چھوڑ کر اپنے میں سے ہی کسی کو اپنا آقا اور حاجت روا نہ گردانیں۔ پھر اگر ان لوگوں نے روگردانی کی تو ان سے کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو بہرحال خدائے واحد کے فرمانبردار بندے ہیں۔

یہ خط تھا جو آپ نے اس والی کو بھیجا۔ جب حاطب بن ابی بلتعہ اسکندریہ پہنچے تو مُقوقس کے حاجب یعنی دربان سے مل کر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پیش کیا۔ مُقوقس نے خط پڑھا اور پھر حاطب بن ابی بلتعہ سے مخاطب ہو کر نیم مذاقیہ رنگ میں کہا کہ اگر تمہارا یہ صاحب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی خدا کا نبی ہے تو (اس خط کے بھجوانے کی بجائے) اس نے میرے خلاف خدا سے یہ دعا ہی کیوں نہ کی کہ خدا اسے مجھ پر مسلّط کر دے۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس والی پر مسلط کر دے۔) حاطبؓ نے جواب دیا کہ اگر یہ اعتراض درست ہے جو تم کر رہے ہو تو یہ اعتراض حضرت عیسیٰ پر بھی پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے مخالفوں کے خلاف اس قسم کی دعا کیوں نہیں کی تھی۔ پھر حاطب نے مُقوقس کو ازراہ نصیحت کہا کہ آپ سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں کیونکہ اس سے پہلے آپ کے اسی ملک مصر میں ایک ایسا شخص (یعنی فرعون) گزر چکا ہے جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہی ساری دنیا کا رب اور حاکم اعلیٰ ہے جس پر خدا نے اسے ایسا پکڑا کہ وہ اگلوں اور پچھلوں کے لئے عبرت بن گیا۔ پس میں آپ سے مخلصانہ طور پر عرض کروں گا کہ آپ دوسروں کے حالات سے عبرت پکڑیں اور ایسے نہ بنیں کہ دوسرے لوگ آپ کے حالات سے عبرت پکڑیں۔ والی نے جب دیکھا کہ اتنی جرأت سے بول رہے ہیں تو کہنے لگا بات یہ ہے کہ ہمیں پہلے سے ایک دین حاصل ہے اس لئے جب تک ہمیں اس سے کوئی بہتر دین نہ ملے ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے یعنی عیسائیت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حاطب رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اسلام وہ دین ہے جو سب دوسرے دینوں سے غنی کر دیتا ہے۔ (آخری دین ہے اور سب دین اس میں سمٹ گئے ہیں۔) لیکن وہ یقیناً آپ کو اس بات سے نہیں روکتا کہ آپ حضرت مسیح ناصری پر بھی ایمان لائیں بلکہ وہ سب سچے نبیوں پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے اور جس طرح حضرت موسیٰ نے حضرت عیسیٰ کی بشارت دی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت بھی دی ہے۔ اس پر مُقوقس کچھ سوچ میں پڑ کر خاموش ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ایک دوسری مجلس میں جبکہ بعض بڑے بڑے پادری بھی موجود تھے مُقوقس نے حاطب سے پھر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے نبی اپنے وطن سے نکالے گئے تھے۔ تو جب تمہارے نبی اپنے وطن سے مکہ سے نکالے گئے تو انہوں نے اس موقع پر اپنے نکالنے والوں کے خلاف بددعا کیوں نہ کی تا کہ وہ لوگ ہلاک کر دیئے جاتے اور نبی امن میں رہتے۔ حاطبؓ نے یہ بات سن کر اس والی کو جواب دیا کہ ہمارے نبی تو صرف وطن سے نکلنے پر مجبور ہوئے تھے مگر آپ کے مسیح کو تو یہودیوں نے پکڑ کر سولی کے ذریعہ ختم ہی کر دینا چاہا مگر پھر بھی وہ اپنے مخالفوں کے خلاف بددعا کر کے انہیں ہلاک نہ کر سکے۔ مُقوقس نے جب جواب سنا تو متاثر ہوا۔ کہنے لگا کہ تم بیشک ایک عقلمند انسان ہو اور ایک دانا انسان کی طرف سے سفیر بن کر آئے ہو۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ میں نے تمہارے نبی کے معاملے میں غور کیا ہے۔ کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے واقعی کسی بری بات کی تعلیم نہیں دی اور نہ کسی اچھی بات سے روکا ہے۔ پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ایک ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں رکھ کر اس پر اپنی مہر لگائی اور اسے حفاظت کے لئے اپنے گھر کی ایک معتبر لڑکی کے سپرد کر دیا۔ بہرحال اس خط سے اس نے عزت کا سلوک کیا۔ اس کے بعد مقوقس نے اپنے ایک عربی دان کاتب کو بلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھوایا اور خط لکھوا کر حاطبؓ کے حوالے کیا۔ اس خط کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ: خدا کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے یہ خط محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام قبطیوں کے رئیس مقوقس کی طرف سے ہے آپ پر سلامتی ہو۔ میں نے آپ کا خط اور آپ کے مفہوم کو سمجھا اور آپ کی دعوت پر غور کیا۔ میں یہ ضرور جانتا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے مگر میں خیال کرتا تھا کہ وہ ملک شام میں پیدا ہو گا (نہ کہ عرب میں) اور میں آپ کے سفیر کے ساتھ عزت سے پیش آیا ہوں اور میں اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھجوا رہا ہوں جنہیں قبطی قوم میں بڑا درجہ حاصل ہے۔ یہ اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں ہیں اور میں کچھ پارچات بھی بھجوا رہا ہوں اور آپ کی سواری کے لئے خچر بھی بھجوا رہا ہوں۔ والسلام۔ اس کے بعد اس کے دستخط۔

اس خط سے ظاہر ہے کہ مُقوقس مصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے ساتھ عزت سے پیش آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں ایک حد تک دلچسپی بھی لی مگر بہرحال اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ عیسائی مذہب پر ہی اس کی وفات ہوئی۔ اس کی گفتگو کے انداز سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ بیشک مذہبی امور میں دلچسپی تو لیتا تھا مگر جو سنجیدگی اس معاملے میں ضروری ہے وہ اسے حاصل نہیں تھی۔ اس لئے اس نے بظاہر مؤدبانہ رنگ رکھتے ہوئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹال دیا۔

جو دو لڑکیاں مقوقس نے بھجوائی تھیں ان میں سے ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا نام سیرین تھا اور یہ دونوں آپس میں بہنیں تھیں اور جیسا کہ مقوقس نے اپنے خط میں لکھا تھا وہ قبطی قوم میں سے تھیں اور یہ وہی قوم ہے جس سے خود مقوقس کا تعلق تھا اور یہ لڑکیاں عام لوگوں میں سے نہیں تھیں بلکہ مقوقس کی اپنی تحریر کے مطابق انہیں قبطی قوم میں بڑا درجہ حاصل تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ دراصل معلوم ہوتا ہے کہ مصریوں میں یہ پرانا دستور تھا کہ اپنے ایسے معزز مہمانوں کو جن کے ساتھ وہ تعلقات بڑھانا چاہتے تھے رشتہ کے لئے اپنے خاندان یا اپنی قوم کی شریف لڑکیاں پیش کر دیتے تھے تا کہ ان سے شادی ہو جائے۔ آپ لکھتے ہیں کہ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تشریف لے گئے تو مصر کے رئیس نے انہیں بھی ایک شریف لڑکی یعنی حضرت ہاجرہ رشتہ کے لئے پیش کی تھی جو بعد میں حضرت اسماعیل اور ان کے ذریعہ بہت سے عرب قبیلوں کی ماں بنی۔ بہرحال مُقوقس کی بھجوائی ہوئی لڑکیوں کے مدینہ پہنچنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ کو تو خود اپنے عقد میں لے لیا اور ان کی بہن سیرین کو عرب کے مشہور شاعر حسان بن ثابت کے عقد میں دے دیا۔ یہ ماریہ وہی مبارک خاتون ہیں جن کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو زمانہ نبوت کی گویا واحد اولاد تھی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں لڑکیاں مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی حاطب بن ابی

بلتعہ کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئی تھیں۔

جو خچر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں آئی تھی وہ سفید رنگ کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اکثر سواری فرمایا کرتے تھے اور غزوہ حنین میں بھی یہی خچر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے تھی۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 818 تا 821) جو خط مقوقس کو لکھا گیا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات زائد بیان فرمائی ہے کہ: یہ خط بعینہٖ وہی ہے (اسی طرح کا خط ہے۔ وہی الفاظ ہیں) جو روم کے بادشاہ کو لکھا گیا تھا۔ صرف یہ فرق ہے کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ اگر تم نہ مانے تو رومی رعایا کے گناہوں کا بوجھ بھی تم پر ہوگا اور اس میں یہ تھا کہ قبطیوں کے گناہوں کا بوجھ تم پر ہوگا۔ جب حاطب رضی اللہ عنہ مصر پہنچے تو اس وقت مقوقس اپنے دارالحکومت میں نہیں تھا بلکہ اسکندریہ میں تھا۔ حاطب اسکندریہ گئے جہاں بادشاہ نے سمندر کے کنارے ایک مجلس لگائی ہوئی تھی۔ حاطب بھی ایک کشتی میں (ہوسکتا ہے وہ وہاں کہیں جزیرہ ہو) سوار ہو کر اس مقام تک گئے اور چونکہ ارد گرد پہرہ تھا انہوں نے دور سے خط کو بلند کر کے آوازیں دینی شروع کیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو لایا جائے اور پھر ان کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

پھر آپ نے یہ بھی لکھا کہ حاطبؓ نے مقوقس کو یہ بھی کہا کہ ''خدا کی قسم موسیٰ نے عیسیٰ کے متعلق ایسی خبریں نہیں دیں جیسی کہ عیسیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دی ہیں اور ہم تمہیں اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں جس طرح تم لوگ یہودیوں کو عیسیٰ کی طرف بلاتے ہو۔ پھر کہنے لگے کہ ہر نبی کی ایک اُمّت ہوتی ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کرے۔ پس جبکہ تم نے اس نبی کا زمانہ پایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے نبی بنا کے بھیجا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کو قبول کرو اور ہمارا دین تم کو مسیح کی اتباع سے روکتا نہیں بلکہ ہم تو دوسروں کو بھی حکم دیتے ہیں کہ وہ مسیح پر ایمان لائیں۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 322) یہ وہ لوگ تھے جو بڑی جرأت سے اور بڑی حکمت سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ کوئی حاکم ہے یا والی ہے یا بادشاہ ہے کسی کے سامنے کبھی ان کو خوف نہیں ہوا۔

پھر مکہ والوں کی طرف عورت کے خط لے جانے کا جو واقعہ آتا ہے یہ حاطب بن ابی بلتعہ ہی تھے جنہوں نے اس عورت کے ہاتھ مکہ والوں کے لئے خط بھیجا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتح مکہ کے لئے لشکر کے ساتھ کوچ فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش مکہ کو ایک عورت کے ہاتھ خط بھیجا۔ حضرت سیّد زین العابدین شاہ صاحب نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ ''اس واقعہ کی تفصیل سے قبل امام بخاری نے یہ قرآنی آیت لکھی ہے کہ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے دشمن اور اپنے دشمن کو کبھی دوست نہ بناؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا تم چلے جاؤ جب تم رَوْضَۃ خَاخ ایک جگہ ہے وہاں پہنچو تو وہاں ایک شُتر سوار عورت ہو گی اور اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط اس سے لے لو۔ ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے ہمیں لے گئے۔ جب ہم رَوْضَۃ خَاخ میں پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شتر سوار عورت موجود ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکالو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تمہیں خط نکالنا ہو گا ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے اور تلاشی لیں گے۔ اس پر اس نے وہ خط اپنے جُوڑے سے نکالا اور ہم وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے مشرکوں کے نام۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارادے کی ان کو اطلاع دے رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا اور پوچھا حاطب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے متعلق جلدی نہ فرمائیں۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو قریش میں آ کر مل گیا تھا ان میں سے نہ تھا۔ اور دوسرے مہاجرین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کی مکہ میں رشتہ داریاں تھیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے گھر بار اور مال و اسباب کو بچاتے رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر کوئی احسان کر دوں کیونکہ ان میں کوئی رشتہ داری تو میری تھی نہیں شاید وہ اس احسان ہی کی وجہ سے میرا پاس کریں۔ اور میں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ نہیں کیا۔ (نہ میں نے انکار کیا ہے۔ نہ مرتد ہوا ہوں۔ نہ میں نے اسلام کو چھوڑا ہے۔ نہ میں منافق ہوں۔ میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا۔) اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ (میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ وہاں موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ قتل کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو جنگ بدر میں موجود تھا اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا جو تم چاہو کرو میں نے تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کر دی ہے۔''

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس حدیث 3007 ترجمہ و تشریح ماخوذ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد 5 صفحہ 350 تا 352 نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب صحیح بخاری کی ایک اور حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ''ایک اور حدیث میں اس عورت کو مشرکہ کہا گیا ہے اور اس کے تعاقب میں جانے والے حضرت علی، حضرت ابو مَرْثَد غَنَوِی اور حضرت زبیر تھے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ وہ عورت اپنے اونٹ پر سوار چلی جا رہی تھی۔ خط کے چھپانے کے متعلق دوسری روایت میں لکھا ہے کہ جب اس نے ہمیں سنجیدہ دیکھا تو وہ اپنی کمر پر بندھی ہوئی چادر کی طرف جھکی اور خط نکال کر رکھ دیا۔ ہم اس عورت کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ) جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں تھا؟ آپ نے فرمایا امید ہے اللہ نے اہل بدر کو دیکھا ہو اور یہ کہا ہو جو تم چاہو کرو تمہارے لئے جنت ہو چکی۔ یا فرمایا میں نے تمہاری پردہ پوشی کر کے تم کو معاف کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔''

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدراً حدیث 3983 ترجمہ و تشریح از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد 8 صفحہ 53 تا 55 نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت ابوبکرؓ نے بھی حضرت حاطب کو مقوقس کے پاس مصر بھیجا تھا اور ایک معاہدہ ترتیب دیا تھا جو حضرت عمرو بن عاص کے مصر پر حملہ تک طرفین کے درمیان قائم رہا۔ ایک امن کا معاہدہ تھا۔

(الاستیعاب جلد 1 صفحہ 376 حاطب بن ابی بلتعہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت حاطب کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت حاطب خوبصورت جسم کے مالک تھے۔ ہلکی داڑھی تھی۔ گردن جھکی ہوئی تھی۔ پست قامتی کی طرف مائل اور موٹی انگلیوں والے تھے۔

یعقوب بن عُتبہ سے مروی ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اپنی وفات کے دن چار ہزار درہم اور دینار چھوڑے۔ آپ غلّہ وغیرہ کے تاجر تھے اور آپ نے اپنا ترکہ مدینہ میں چھوڑا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حاطبؓ کا غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مالک حضرت حاطب کی شکایت لے کر آیا۔ غلام نے کہا کہ اے اللہ کے رسول حاطب ضرور جہنم میں داخل ہو گا۔ (کوئی سخت سست اس کو کہا ہو گا)۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ اس میں ہرگز داخل نہیں ہو گا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل ہوا تھا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فیمن سبّ اصحاب النبی ﷺ حدیث 3864)

جیسا کہ بتایا گیا کہ حضرت حاطبؓ جو تھے وہ تاجر بھی تھے۔ منڈی میں مال فروخت کیا کرتے تھے اور مال فروخت کرنے اور قیمتوں کے مقرر کرنے کی جو اسلامی تعلیم ہے وہ کیا ہے؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے ان کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے بات بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے مدینہ منورہ میں قیمتوں پر اسلامی حکومت تصرف رکھتی تھی۔ (یعنی مارکیٹ کی جو قیمتیں ہوتی تھیں وہ اسلامی حکومت قیمتیں مقرر کرتی تھی۔) چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص حاطبؓ بن ابی بلتعہ اَلْمُصَلّٰی نامی بازار میں دو بورے سُوکھے انگوروں کے رکھے بیٹھے تھے۔ (سوکھے انگور کہہ لیں یا بعض جگہ کشمش لکھا ہوا ہے۔) حضرت عمرؓ نے ان سے بھاؤ دریافت کیا تو انہوں نے ایک درہم کے دو مُدّ بتائے (کہ ایک درہم میں دو مُدّ آتے ہیں۔) یہ جو قیمت تھی، جو بھاؤ تھا، یہ بازار کی عام قیمت سے سستا تھا۔ اس پر حضرت عمر نے ان کو حکم دیا کہ اپنے گھر جا کر فروخت کریں کیونکہ یہ بہت سستا ہے مگر بازار میں اس قدر سستے نرخ پر فروخت نہیں کرنے دیں گے کیونکہ اس سے بازار کا بھاؤ خراب ہوتا ہے اور لوگوں کو بازار والوں پر بدظنی پیدا ہوتی ہے۔'' مارکیٹ کی جو زیادہ قیمت ہے اس پر پھر لوگ کہیں


**Earlsfield Properties**

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

گے کہ وہ ہمارے سے ناجائز قیمت لے رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ فقہاء نے اس پر بڑی بحثیں کی ہیں۔ بعض نے ایسی روایات بھی نقل کی ہیں کہ بعد میں حضرت عمر نے اپنے اس خیال سے رجوع کرلیا تھا۔ لیکن بہرحال یہ بات ہے کہ بالعموم فقہاء نے حضرت عمر کی رائے کو ایک قابل عمل اصل کے طور پر تسلیم کیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ریٹ (rate) مقرر کرے۔ (بازار کی قیمتیں مقرر کرے۔) ورنہ قوم کے اخلاق اور دیانت میں فرق پڑ جائے گا۔ مگر یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اس جگہ انہی اشیاء کا ذکر ہے جو منڈی میں لائی جائیں (لا کے کھلی مارکیٹ میں فروخت کی جائیں) جو اشیاء منڈی میں نہیں لائی جاتیں اور انفرادی حیثیت رکھتی ہیں ان کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ پس جو چیزیں منڈی میں لائی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں۔ ان کے متعلق اسلام کا یہ واضح حکم ہے کہ ایک ریٹ مقرر ہونا چاہئے (قیمت مقرر ہونی چاہئے) تا کوئی دوکاندار قیمت میں کمی بیشی نہ کر سکے۔ چنانچہ بعض آثار اور احادیث فقہاء نے لکھی ہیں جن میں اس کی تائید کی ہے۔''

(ماخوذ از خطبات محمودؓ جلد 19 صفحہ 308-307۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جون 1938ء)

حکومت کے نظام کے تحت چراگاہ اور وہاں پانی کے لئے کنوئیں کھدوانے کا کام بھی اسلامی حکومت کا کام ہے۔ یہ کام بھی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے کروایا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں روایت میں آتا ہے کہ ''غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَقِیْع کے مقام سے گزرے تو وہاں وسیع علاقہ اور گھاس دیکھی۔ بہت بڑا علاقہ تھا اور ہر جگہ بڑا سبز علاقہ تھا اور بہت سے کنوئیں بھی تھے۔ وہاں زمین کا پانی بھی اچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنوؤں کے پانی کے متعلق پوچھا۔ تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! پانی تو یہ بڑا اچھا ہے۔ لیکن جب ہم ان کنوؤں کی تعریف کرتے ہیں تو ان کا پانی کم ہو جاتا ہے اور کنوئیں بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو حکم دیا کہ وہ ایک کنواں کھودیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو چراگاہ بنانے کا حکم دیا۔ یعنی سرکاری چراگاہ جو حکومت کے انتظام کے تحت ہوگی۔ حضرت بلال بن حارث مُزَنِی کو اس پر نگران مقرر فرمایا۔ حضرت بلال نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس زمین میں سے کتنے حصہ کو چراگاہ بناؤں۔ بڑا وسیع علاقہ ہے۔ وہ کتنا حصہ ہے جو سرکاری چراگاہ بنانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب طلوع فجر ہو جائے تو پھر ایک بلند آواز شخص کو کھڑا کرو (رات کے اندھیرے میں تو آواز بہت دور تک جاتی ہے ناں) طلوع فجر ہو جائے تو بلند آواز شخص کو کھڑا کرو۔ پھر اسے مُقْمَّلْ نامی وہاں ایک پہاڑ تھا چھوٹا سا تھا اس پر کھڑا کرو۔ پھر جہاں تک اس شخص کی آواز جائے اتنے حصے کو مسلمان مجاہدین کے گھوڑوں اور اونٹوں کی چراگاہ بنا دو۔ (یہ بھی ان کا ایک انتظام تھا۔ فٹوں اور میلوں کی بات نہیں ہو رہی۔ اس کے آخر میں مختلف کونوں میں لوگوں کو کھڑا کرو اور جہاں تک آواز جاتی ہے، جہاں تک آواز پہنچ رہی ہے وہ اس چراگاہ کی باؤنڈری ہوگی۔ اور وہ مسلمان مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے اور اونٹوں کے لئے چراگاہ ہوگی جس کے ذریعہ سے وہ جہاد کرسکیں۔ یہ بیت المال اور سرکاری چراگاہ ہے اور جنگ میں جانے والے جو مجاہدین ہیں ان کے گھوڑے اور اونٹ وہاں چریں گے۔) حضرت بلال نے اس پر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مسلمانوں کے عام چرنے والے جانوروں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ (بہت سارے عام مسلمانوں کے جانور بھی باہر کھلے میدانوں میں، چراگاہوں میں چرتے ہیں ان کے متعلق کیا رائے ہے؟ آپ کا کیا ارشاد ہے؟۔) آپ نے فرمایا وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو جہاد کے لئے اپنے اونٹ اور گھوڑے تیار کر رہے ہیں۔ حضرت بلال نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس کمزور مرد یا کمزور عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کے پاس قلیل تعداد میں بھیڑ بکریاں ہوں اور وہ انہیں منتقل کرنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔ (بہت تھوڑی تعداد میں غریب لوگ ہیں چند ایک بکریاں یا بھیڑیں رکھی ہوئی ہیں دور تک لے جانا ان کے لئے بہت مشکل ہے یا کہیں اور بھی جا نہیں سکتے۔ کمزور ہیں بوڑھے ہیں عورتیں ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور انہیں چرنے دو''۔ (ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 353-352 غزوہ بنی المصطلق مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء) ان کو اجازت ہے۔ غریبوں کو، ضرورت مندوں کو، کمزوروں کو اجازت ہے کہ وہ سرکاری چراگاہ سے چر سکتے ہیں۔ تو قومی جائیداد صرف قومی مقاصد کے لئے استعمال ہونی چاہئے۔ ہاں غریبوں کی اگر ذاتی ضرورت بھی ہے تو وہ اس میں سے حصہ لے سکتے ہیں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے کہ ان کے اخلاق کیا تھے۔ مصنف سیر الصحابہ لکھتے ہیں: وفا شعاری۔ بہت زیادہ وفا شعار تھے۔ احسان پذیری اور صاف گوئی ان کے مخصوص اوصاف ہیں۔ احباب اور رشتہ داروں کا بے حد خیال رکھتے تھے اور فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے مشرکین کو جو خط لکھا تھا (جو اس عورت کے ہاتھ بھیجا جس کا ذکر ہو چکا ہے) وہ درحقیقت رشتہ داروں کے خیال کی وجہ سے انہی جذبات پر مبنی تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس نیت خیر اور صاف گوئی کو ملحوظ رکھ کر ان سے درگزر فرمایا تھا۔ (ماخوذ از سیر الصحابہؓ جلد 2 صفحہ 412-411 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ) ان کو معاف فرمایا تھا۔''

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کی اعلیٰ خصوصیات کا حامل ہمیں بھی بنائے اور ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔

☆...☆...☆

## نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27 جولائی 2018ء بروز سوموار نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم عبید الرحمٰن کامران صاحب (جرمنی) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

### نماز جنازہ حاضر:

**مکرم عبید الرحمٰن کامران صاحب (جرمنی)**

10 جولائی 2018ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 53 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی فیملی یُوکے میں مقیم تھی اور 20 جولائی کو آپ نے بھی جرمنی سے مستقل طور پر یُوکے شفٹ ہونا تھا کہ اچانک وفات ہوگئی۔ نمازوں کے پابند، مہمان نواز، اطاعت گزار، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ اور والدہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

### نماز جنازہ غائب:

**1۔ مکرم چوہدری ریاض احمد کاہلوں صاحب (نارتھ جرسی۔ امریکہ)**

21 مئی 2018ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کے بیٹے تھے جن کو بطور امیر جماعت سانگلہ ہل اور شیخوپورہ خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز ہر ایک کے ہمدرد ایک نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منور احمد صاحب نیوجرسی جماعت میں سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور آپ کے نواسے مکرم مرزا عمر احسان نیر صاحب حال ہی میں جامعہ کینیڈا سے فارغ ہونے کے بعد مربی سلسلہ بنے ہیں۔

**2۔ مکرم عبد الکریم صاحب (دار الانوار ربوہ)**

19 مارچ 2018ء کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ قبول احمدیت کے بعد قادیان ہجرت کر کے آ گئے۔ دوسری عالمی جنگ میں برما کے محاذ پر رہے۔ فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ حفاظت خاص میں تین خلفاء کے ساتھ بطور باڈی گارڈ خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند بہت اطاعت گزار، ایک مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔

**3۔ مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد حمید صاحب (لاہور)**

4 جون 2018ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے پڑدادا حضرت منشی ابراہیم صاحب اور دادا حضرت منشی قمر الدین صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ عبادت گزار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت ملنسار، ہنس مکھ، مہمان نواز اور دھیمے مزاج کی خاتون تھیں۔ ان کا سب سے نمایاں وصف جماعتی خدمت کا جذبہ تھا۔ 56 سال تک کراچی، راولپنڈی اور لاہور کی لجنہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ ایم ٹی اے بہت شوق اور اہتمام سے دیکھا کرتی تھیں۔ خلافت سے بہت گہرا تعلق تھا۔ الفضل اور دیگر جماعتی کتب اکثر زیر مطالعہ رکھتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مشہود احمد صاحب ظفر (مربی سلسلہ۔ ڈریسڈن، جرمنی) کی خوش دامن تھیں۔

**4۔ مکرم ناصر احمد صاحب (کنور، پینگاڑی، کیرالہ انڈیا)**

23 مئی 2018ء کو ابوظہبی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جن میں جماعتی خدمت کا جذبہ سب سے نمایاں تھا۔ کم وبیش 25/30 سال ان کے گھر پر نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی اور آخر وقت تک آپ نے اس کے لئے خاص اہتمام جاری رکھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**5۔ مکرم رشید احمد صاحب بھٹی (جھنگ)**

10 جون 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ضلع جھنگ میں سیکرٹری مال، سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری تحریک جدید اور صدر اصلاحی کمیٹی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور ہمیشہ انتہائی اخلاص کے ساتھ جماعت کی خدمت بجالاتے رہے۔ ہمیشہ بڑے اچھے انتظام اور سلیقے سے کام کیا کرتے تھے۔ جماعت اور خلافت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔

**6۔ مکرم شیخ جمیل احمد رشید صاحب ابن مکرم شیخ مسعود احمد رشید صاحب (حلقہ ڈیفنس ناصر۔ لاہور)**

16 جون 2018ء کو 91 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت صوفی مولا بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ مرحوم کو حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ دینی خدمت بجالانے کے علاوہ گلبرگ لاہور کی جماعت کا پہلا صدر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کچھ عرصہ کے لئے کینیڈا چلے گئے تھے لیکن تقریباً دو سال پہلے واپس پاکستان شفٹ ہو گئے تھے۔ جماعتی کاموں اور تبلیغ کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**7۔ مکرم تنویر احمد شاہد صاحب ابن مکرم محمد لطیف صاحب (شارجہ)**

25 اپریل 2018ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 40 سال تک جماعت احمدیہ شارجہ کے فعال ممبر رہے۔ طویل عرصہ تک نیشنل سیکرٹری مال اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے ہر طرح کے پروگراموں کی تیاری میں بھی بھرپور خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔

**8۔ مکرم محمد عطاء اللہ صاحب ابن مکرم محمد عبد اللہ ڈار صاحب (کوئٹہ)**

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

## بقیہ: فرائی ڈے دی ٹینتھ... حیرت انگیز رؤیا اور اس کی عظیم الشان تعبیرات... از صفحہ 4

از صفحہ 4

طور پر پوری ہوگئی۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرانس میں ہی یہ کشف دیکھا تھا اور 28/دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں جو پیرس میں آپ نے دیا تھا اس میں اس کشف کا ذکر فرمایا۔اُس وقت فرانس میں احمدیوں کی تعداد کم وبیش ساٹھ افراد پر مشتمل تھی۔ جماعت کا اپنا کوئی مشن ہاؤس بھی نہیں تھا۔ اس وقت جماعت نے ایک پریس کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کی لیکن پریس و میڈیا نے اسے بالکل درخور اعتناء نہیں سمجھا اور ایک بھی صحافی وہاں نہیں آیا۔ ایک طرف یہ حالات تھے اور دوسری طرف خدائے محسن ومنّان اپنے پیارے بندے، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ایک کشف کے ذریعہ خوشخبریاں عنایت فرمارہا تھا۔

پھر اس کشف کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ 1985ء میں جماعت احمدیہ فرانس نے Saint Prix کے علاقہ میں ایک سہ منزلہ عمارت بطور مشن ہاؤس خریدی۔ 13/اکتوبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مشن کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔آپؒ نے اس مشن ہاؤس کو 'بیت السلام' کا نام عطافرمایا۔

1996ء میں حضور رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ فرانس کو ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے تحریک فرمائی۔

90ء کی دہائی میں جماعت کو علاقہ کے مکینوں کی طرف سے سخت مخالفت اور کئی قسم کی دھمکیوں کا سامنا تھا۔ علاقہ کے میئر کی طرف سے بھی شدید مخالفت کا اظہار تھا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مشن ہاؤس کو جماعتی سرگرمیوں کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی۔ ان نامساعد حالات میں بھی جماعت خلافت کی رہنمائی میں کسی نہ کسی رنگ میں کام کرتی رہی۔ 1998ء کے آخر میں علاقہ کے میئر کی طرف سے جماعت کو لکھا گیا کہ کونسل کو پارکنگ کے لئے مشن ہاؤس کی جگہ سے قریباً دس میٹر جگہ قیمتاً درکار ہے۔ اگرچہ مشن ہاؤس کی جگہ جماعتی ضروریات کو بمشکل پورا کرتی تھی اور افرادِ جماعت کا یہی خیال تھا کہ کونسل کو یہ جگہ فروخت نہ کی جائے۔لیکن جب یہ معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں برائے رہنمائی پیش ہوا تو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا

**"بہتر یہ ہے کہ احسان کے ساتھ خود ہی جگہ دے دیں۔ اللہ اپنے فضل سے آپ کو وسعتیں عطا فرمائے۔"**

(بحوالہ خط دفتر وکالت تبشیر لندن محرّرہ 16/دسمبر 1998ء)

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد میں میئر علاقہ کو ان کی مطلوبہ جگہ بلا معاوضہ تحفۃً دیدی گئی۔

... ... ... ... ... ... ... ... ...

اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کے فیصلے اور دعا کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے حیرت انگیز طور پر جماعت کو برکتوں اور وسعتوں سے نوازا۔

30/ جون 2003ء کو جماعت احمدیہ فرانس کو مشن ہاؤس "بیت السلام" سے ملحقہ ایک رہائشی عمارت خریدنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اور 20/اگست 2006ء کو مشن ہاؤس کی زمین کے ساتھ ایک اور مکان بھی خریدا گیا۔ یوں 1985ء میں خریدا جانے والا مشن ہاؤس اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت خامسہ کے مبارک دور میں دو مزید رہائشی عمارات کے اضافہ کے ساتھ کافی وسعت اختیار کر گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ کی زیرِ ہدایت اس جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے کوششوں کا آغاز ہوا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مقامی میئر اور کونسل کی طرف سے کافی مشکلات پیدا کی گئیں۔ پھر ایک موقع پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ فرانس تشریف لائے تو میئر کو بھی دعوت دی گئی۔ وہ دس منٹ کے لئے آنے کا وعدہ کر کے آئے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی پُرجذب روحانی شخصیت نے ان کو ایسا متأثر کیا کہ انہوں نے قادیان کے جلسہ کی مناسبت سے حضور ایّدہ اللہ کے فرانس سے ایم ٹی اے کے توسّط سے براہِ راست خطاب کو مکمل طور پر سنا اور بہت دیر تک مشن ہاؤس میں رہے۔ حضور ایّدہ اللہ کی دعاؤں سے کونسل کے رویّہ میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ علاقہ کی کونسل اور میئر نے مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دیدی اور تمام قانونی مراحل طَے کرنے کے بعد جولائی 2006ء میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں نقشہ جات منظور ہو کر آ گئے۔26/ جنوری 2007ء کو مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کو حضور ایّدہ اللہ نے اس موقع پر اپنے نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ مسجد کی تعمیر کا کام کم وبیش ڈیڑھ سال تک جاری رہا۔ اس غرض سے افرادِ جماعت فرانس نے بڑی محبت اور بشاشت کے ساتھ مالی قربانی میں بھی حصّہ لیا۔ مسجد کی تعمیر کی غرض سے پرانی عمارت کو مسمار کرنے اور ملبہ اٹھانے کا کام ملا کر تعمیر کے خرچ کا تخمینہ کم وبیش دس لاکھ یورو کا تھا۔ مگر افرادِ جماعت نے کئی ماہ تک مسلسل وقارِ عمل کر کے تقریباً چھ لاکھ یورو کی رقم بچائی اور تین لاکھ بیس ہزار یورو میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اس مسجد میں کم وبیش 450/افراد کے لئے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کا گنبد اور مینار بھی ہے۔

8/ اکتوبر 2008ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ اس مسجد کے افتتاح کے لئے فرانس تشریف لائے اُس وقت تک فرانس کے 22 شہروں میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا تھا اور 13 مضبوط، فعّال اور مستحکم جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے الجزائر، بنگلہ دیش، آئیوری کوسٹ، قموروز، کانگو، مصر، گھانا، گنی کونا کری، انڈیا، لاؤس (LAOS)، مالی، مراکش، جزیرہ Martinique، ماریشس، موریطانیہ، نائیجر، پاکستان، ری یونین آئی لینڈ، سینیگال، سیریا، ٹوگو، کانگو (کنشاسا)، تیونس، ترکی، مڈغاسکر، کوسووو، برطانیہ، سنگاپور، فلپائن، لکسمبرگ، فرانس اور گیانا 33/مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف قوموں اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے یہ احمدی خلافت احمدیہ کے ذریعہ وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے بہت مخلص اور فدائی اور خدمتِ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُس وقت (اکتوبر 2008ء میں) فرانس جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ کے 23/ممبران میں سے صرف چار پاکستانی تھے اور 19/کا تعلق دیگر مختلف اقوام سے تھا۔

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28/ دسمبر 1984ء والے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو تبلیغ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا:

**"...تبلیغ کی طرف غیر معمولی توجہ کریں اور حقیقی خوشی مجھے جماعت فرانس کی طرف سے تب پہنچے گی کہ دیکھتے دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے۔ جہاں کوئی بھی وجود بظاہر احمدیت کا نظر نہیں آتا تھا وہاں ایک عظیم الشان جماعت قائم ہوجائے اور صرف فرانس کے لئے نہیں تمام دنیا میں جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے وہاں کے لئے فرانس میں ایک مضبوط مرکز قائم ہو"۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/دسمبر 1984ء بمقام پیرس۔ خطباتِ طاہر جلد 3 صفحہ 781)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس خواہش کو بھی بڑی شان سے پورا فرمایا اور جماعت احمدیہ فرانس نہ صرف ملک کے اندر مسلسل ترقی کرتی رہی بلکہ فرانس مشن کی مساعی جمیلہ سے 2008ء تک آٹھ ممالک French ،Haiti ،Andora ،Monaco ، St Martin،Martinique ، Guyana ،Palau اور Guadeloupe میں بھی احمدیت کا نفوذ ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ممالک میں بھی خلافت احمدیہ کے زیرِ ہدایت ونگرانی جماعت مسلسل ترقی پذیر ہے۔

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

1984ء میں وہ وقت تھا کہ فرانس کے پریس اور میڈیا نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ پریس کانفرنس کو کسی قسم کی اہمیت نہ دیتے ہوئے اسے بالکل نظرانداز کر دیا تھا۔ لیکن 2008ء میں یہ صورت تھی کہ جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک کے افتتاح کی غرض سے فرانس تشریف لائے اسی روز حضور کی آمد سے قبل فرانس کے دو مشہور ریڈیو اسٹیشن France Info اور France Blue کے نمائندے مشن ہاؤس 'بیت السلام' پہنچے اور مسجد کے حوالہ سے انٹرویو ریکارڈ کئے۔

اسی طرح فرانس کے ہفتہ وار میگزین L'Express نے اپنی 9/ تا 15/ اکتوبر کی اشاعت میں صفحہ 24/ پر حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ حسب ذیل خبر شائع کی۔ یعنی مسجد کے افتتاح سے قبل ہی اس کی پریس میں تشہیر ہوگئی۔

### "ایک نئی مسجد"

"فرانس میں احمدیوں کی پہلی مسجد۔ اس میں تین صد افراد کی گنجائش ہے جس کا افتتاح Saint Prix (Val-Doise) میں ان کے روحانی رہنما کی موجودگی میں ہوگا۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔ اور احمدیت ایک امن پسند فرقہ ہے... اس فرقہ کے افراد پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں Persecution کا شکار ہورہے ہیں۔"

8/اکتوبر 2008ء کو ہی بعد دوپہر فرانس کے ایک اور بڑے نیشنل اخبار Le Parisien کے معروف جرنلسٹ Mr. Arnaud Baur مشن ہاؤس آئے۔ مسجد کی تصاویر لیں اور حضور ایّدہ اللہ کی فرانس آمد اور مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے معلومات لیں اور اسلام احمدیت کے متعلق بھی مبلغ سلسلہ فرانس اور پریس سیکرٹری سے انٹرویوز لئے۔

10/اکتوبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شرکت کے لئے نہ صرف فرانس کے دور دراز کے علاقوں سے بلکہ ہمسایہ ممالک جرمنی، بیلجیم، انگلستان، یونان اور سپین سے بھی افرادِ جماعت تشریف لائے۔ کم وبیش 40/اقوام وممالک سے تعلق رکھنے والے آٹھ صد افراد اس موقع پر موجود تھے۔

مسجد مبارک کے افتتاح کی کوریج کے لئے ریڈیو، اخبار اور ٹی وی کے صحافی اور نمائندگان جمعہ کے روز صبح سے ہی مسجد اور مسجد کی تعمیر سے متعلق معلومات اور انٹرویوز کے لئے اپنے کیمروں وغیرہ کے ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے امیر جماعت، مبلغ انچارج، سیکرٹری تبلیغ ودیگر کئی افراد جماعت کے انٹرویوز کئے۔ اخبارات میں سے Le Parisien،L'Express، L'Echo، لوکل ریڈیو Radio Englien، ٹی وی France 3 اور France 24 (جو فرنچ کے علاوہ انگریزی اور عربی میں نشریات کرتا ہے) کے نمائندے موجود تھے۔ Le Parisien نے دو مرتبہ اخبار میں خبر دی۔ ایک دفعہ مسجد کی تصویر کے ساتھ اور پھر حضور انور کی تصویر مبارک کے ساتھ جبکہ آپ مسجد کا افتتاح فرما رہے تھے۔ اسی طرح مقامی ریڈیو Radio Anglien نے سیکرٹری تبلیغ کا انٹرویو نشر کیا۔ جب حضور ایّدہ اللہ نے 'مسجد مبارک' کے بڑے داخلی دروازے کے پاس نصب افتتاح کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی اس وقت چاروں طرف صحافیوں کا ہجوم تھا اور مسلسل تصاویر لی جارہی تھیں۔

France 3 ٹی وی نے اپنی شام سات بجے کی خبروں میں افتتاح کے متعلق دو منٹ پانچ سیکنڈ کی خبر نشر کی۔ جبکہ France 24 نے دو منٹ 55/ سیکنڈ کی انگریزی میں رپورٹنگ دکھائی۔ بعد میں France 24 نے ہر چار گھنٹے بعد متعدّد بار انگریزی، فرنچ اور عربی میں حضور ایّدہ اللہ کے مسجد کا افتتاح کرتے ہوئے اور خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کے مناظر کی Flash Back دکھائیں اور خبروں میں وضاحت سے بتایا کہ احمدی قرآن مجید کو ہی اپنی مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ارکانِ اسلام پر یقین رکھتے اور عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ احمدی امام مہدی و مسیح موعود کو مانتے ہیں جو تمام بنی نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ کہ احمدی مذہب کے نام پر جنگ اور ہر قسم کے تشدّد کے خلاف ہیں اور اسلام کی پُرامن تصویر پیش کرتے ہیں اور 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' پر یقین رکھتے ہیں۔

الغرض میڈیا نے بہت ہی مثبت رنگ میں اور ادب واحترام کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔

مسجد کے بارہ میں ایک ٹی وی نے کہا کہ آج ساری دنیا کے احمدی کہہ سکتے ہیں کہ آج فرانس میں Saint Prix کے علاقہ میں ہماری ایک مسجد ہے۔

مسجد کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے وقت علاقہ کے میئر Jean-Pierre Enjalbert بھی موجود تھے۔ یہ وہی میئر ہیں جن کا رویّہ آغاز میں جماعت کے ساتھ بہت ہی خشک بلکہ معاندانہ تھا۔

فرانس کے میڈیا کے علاوہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ساری دنیا میں یہ ساری کارروائی براہِ راست دکھائی جارہی تھی۔

..............................

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ نے مسجد مبارک کے افتتاح کے روز خطبہ جمعہ میں فرانس میں اس مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے مخالفت اور اس کی تاریخ کا بھی مختصر ذکر فرمایا۔ احباب جماعت کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی اور مسجد کی تعمیر کی غرض وغایت اور عبادتوں کے قیام اور

تبلیغ اور اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ کا نہایت ہی پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ نہ صرف ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست ساری دنیا میں نشر ہوا بلکہ فرانس کے دو ٹی وی چینلز نے بھی خطبہ جمعہ کے بعض مناظر ریکارڈ کئے اور اپنی نشریات میں اس کی جھلکیاں دکھائیں۔

..............................

خلافت جوبلی کے اس اہم سال میں جمعۃ المبارک 10؍اکتوبر 2008ء کو ہی مسجد مبارک کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام مسجد کے ملحقہ حصّہ میں مارکی لگا کر کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں علاقہ کے میئر اپنی کیبنٹ کے ممبران کے ساتھ شامل ہوئے۔ اسی طرح جرمنی، کینیا، آئیوری کوسٹ، ٹوگو، بورکینا فاسو اور انڈیا کے سفارتخانوں کے معزز نمائندگان، اخبارات و ریڈیو کے نمائندگان، یونیورسٹی کے پروفیسرز، Saint Prix کے چرچ کے پادری، مسجد کے بہت سے ہمسائے اور سوسائٹی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے کئی ایک مہمان شامل ہوئے۔

اس موقع پر اس علاقہ کے میئر صاحب نے حضورِ انور کے خطاب سے قبل اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے برملا طور پر کہا کہ:

''آج کا دن نہ صرف آپ لوگوں کے لئے خاص دن ہے بلکہ ہمارے لئے بھی خاص دن ہے۔ آپ لوگ جو ایک پُر امن جماعت ہیں جب آپ اسلام کا پیغام لے کر ہمارے اس علاقہ Saint Prix میں آئے تو ہم نے آپ کو خوش آمدید نہیں کہا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ محسوس ہوا کہ آپ پُرامن جماعت ہیں۔ آپ نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ اس لئے اس خوشی کے موقع پر آج ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم بھی آج خوش ہیں۔

میئر صاحب نے کہا کہ: گزشتہ 22؍سال سے مَیں اس جماعت کو جانتا ہوں اور 22؍سال کا عرصہ کسی کو جاننے کے لئے کافی ہے۔ آج میں خود برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ **آپ کے محبت اور امن کے پیغام نے ہمارے دل جیت لئے ہیں...**

میئر نے کہا کہ... آپ ملکی قوانین کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ آپ نے بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ مَیں اس میں شامل ہوا تھا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی جماعت حکومت کے قوانین اور اصولوں کی زیادہ پاسداری اور احترام کرتی ہے۔

میئر نے کہا کہ آپ نہ صرف لوگوں کو اسلامی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ انسانیت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ مل کر آپ نے بہت سے پراجیکٹس میں حصّہ لیا ہے جس سے دوسروں کی مدد ہوئی ہے۔''

اس موقع پر حضورِ انور ایّدہ اللہ نے اپنے خطاب میں اسلام کی امن و سلامتی کی خوبصورت تعلیم اور جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانیت کے حوالہ سے بہت ہی دلکش اور اثر انگیز خطاب فرمایا جس کا شاملین تقریب نے کھلم کھلا اعتراف کیا۔

..............................

ذیل میں بعض اخبارات میں اس مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبریں نمونۃً درج کی جاتی ہیں۔

✵... ہفتہ وار ریجنل اخبار L'Echo نے صفحہ 9 پر پورے صفحہ کی خبر دی۔ اس میں خانہ کعبہ، مسجد مبارک فرانس اور حضور ایّدہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی کُل چار تصویریں شائع کیں۔ پہلے صفحہ کی تصویر کے ساتھ **''جماعت احمدیہ کی فرانس میں پہلی مسجد''** کے افتتاح کا جلی عنوان لگایا۔ اور لکھا:

''فرانس کے احمدی مسلمان Saint Prix میں اپنی مسجد کا افتتاح کرتے ہیں۔ جماعت کے عالمگیر راہنما کی موجودگی میں اس تقریب کو میڈیا نے نشر کر کے اس اسلامی دینی موومنٹ کے بارہ میں عوام کو بتایا''۔

اور تفصیلی خبر میں لکھا:

''Saint Prix میں احمدیہ موومنٹ 1985ء سے قائم ہے جہاں اس کا نیشنل سطح کا مرکز ہے۔ اس غیر معروف جماعت کے ممبران کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اس نے پہلے ایک Villa حاصل کیا۔ پھر دوسرا اور پھر مسجد کی تعمیر کی اجازت۔ Saint Prix کے میئر Jean-Pierre Enjalbert نے کہا: ''پہلے پہل ان کے بارہ میں خوف تو نہیں مگر بے یقینی اور بے اعتمادی تھی۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کو جانچا۔ یہ جماعت ہمارے علاقہ کے ماحول پر ظاہر و باہر ہے۔ اس کے پاس نماز کی ادائیگی کے لئے ایک ہال تھا جو بہت چھوٹا پڑ گیا تھا لہٰذا ہم نے ایک مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جو تعمیر کے لحاظ سے ماحول میں رچ بس جائے۔''

اسی طرح اس اخبار نے لکھا:

...اس جماعت کے سر پر دینی لحاظ سے ایک خلیفہ ہے۔ (موجودہ خلیفہ پانچواں ہے) آپ خدا کے فرستادہ کے جانشین ہیں۔ آپ روحانی رہنما ہیں... لیکن یہ سیاسی خلیفہ یا خود ہی مومنوں کے کمانڈر ہونے کا دعویدار نہیں جیسے مسلمانوں نے بغداد، قرطبہ، دمشق، قاہرہ اور سلطنتِ عثمانیہ کے زمانہ میں دیکھا تھا جس نے علاقائی فتوحات کی تھیں....

پھر اسی خبر میں **'ایک جماعت تنقید کا نشانہ'** کا عنوان لگا کر لکھا:

''احمدیہ موومنٹ کا ایک خلیفہ ہے اور امسال یہ جماعت اپنی خلافت کی صد سالہ جوبلی منا رہی ہے۔ اس دینی جماعت کے روحانی امام گزشتہ جمعہ مسجد کے افتتاح کے لئے خود موجود تھے... اسلام میں احمدیہ خلیفہ غالبًا ایسے ہی ہے جیسے بدھسٹ کے لئے دلائی لامہ۔''

اس خبر میں حضور ایّدہ اللہ کے خطبہ کے حوالہ سے بھی بعض پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ اسی طرح لکھا کہ:

''دیگر مسلمان بلحاظ مجموعی احمدیوں کو برداشت نہیں کرتے۔ پاکستان کی طرح سعودی عرب میں بھی یہ ناقابلِ قبول ہیں اور امّتِ مسلمہ سے الگ کر دیئے گئے ہیں (جب کہ اسلام میں ناممکن ہے کہ کسی ایک کو بھی اسلام سے باہر نکالا جائے)۔ پھر خلافت کے قیام کی وجہ سے احمدیت یہ یقین رکھتی ہے کہ وہ امام مہدی جس کا انتظار مسلمان دنیا کر رہی ہے وہ آچکا ہے۔''

(Fabrice CAHEN)

✵... L'Hebdo du Val-D'Oise کے اخبار La Gazette کے بدھ 15؍اکتوبر 2008ء کے ایڈیشن میں بھی مسجد کے افتتاح کا ذکر شائع ہوا۔ 68 صفحات پر مشتمل اس اخبار کے صفحہ 37 پر حسب ذیل خبر شائع ہوئی۔

"Sait Prix

'احمدی مسلمان اپنی مسجد کا افتتاح کرتے ہیں'

اخبار نے تصویر میں دکھایا کہ مسجد افرادِ جماعت سے بھری ہوئی ہے اور حضور ایّدہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ تصویر کے نیچے تحریر ہے:

''احمدی سلطان نے مسجد کا افتتاح کیا''

اور تفصیلی خبر میں لکھا:

''Saint Prix میں احمدی مسلمانوں نے اپنی مسجد کا افتتاح کیا۔ جماعت کے عالمگیر رہنما کی موجودگی میں اس تقریب کو میڈیا نے نشر کر کے اس اسلامی دینی موومنٹ کے بارے میں عوام کو بتایا۔

اس کے بعد اخبار نے L'Echo میں شائع ہونے والے جماعت فرانس کے تعارف اور میئر کے بیان کا ذکر دہرایا۔ اور پھر لکھا:

''اس دینی جماعت کے روحانی امام گزشتہ جمعہ مسجد کے افتتاح کے لئے خود موجود تھے۔ Val-d'Oise اور Francilienne کی اس چھوٹی سی جماعت کے لئے جو آپ کا وعظ سننے اور آپ کی موجودگی میں نماز پڑھنے آئی تھی آپ کی آمد ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔

..............................

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28؍دسمبر 1984ء کو پیرس (فرانس) میں ہی Friday the 10th کے مبشر کشف کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ

**''خدا تعالیٰ جب جماعت کے لئے خوشخبری دکھائے گا تو اتنی نمایاں اور روشن ہوگی کہ دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔ اس وقت تعبیروں کا وقت نہیں رہے گا بلکہ صاف دکھائی دے گا کہ یہ بات پوری ہوگئی۔''**

**بلاشبہ جماعت کی خلافت جوبلی کے سال میں جمعہ 10؍اکتوبر 2008ء کو Friday the 10th کی یہ خوشخبری اس نمایاں شان سے روشن اور درخشاں طور پر پوری ہوئی کہ نہ صرف فرانس بلکہ ساری دنیا میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یہ خدائی خبر بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور اپنوں اور غیروں نے اس کی صداقت پر شہادت دی۔ یقینًا ہمارا خدا سچے وعدوں والا ہے اور خلافتِ احمدیہ اس سے مؤیّد و منصور اور الٰہی تجلّیات کی مورَد ہے۔**

..............................

## بقیہ: اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

..................از صفحہ نمبر 12

**بھی جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کی تصویر دیکھی ہے وہ کوٹ پتلون اور ٹائی میں ملبوس نظر آئے ہیں۔ اس طرح تو کوئی بھی انگریز، امریکی یا یوروپی اعتراض کرسکتا ہے کہ انہوں نے ہمارے جیسا لباس کیوں پہنا ہوا ہے؟** لاکھوں مسلمان برطانیہ یوروپ اور امریکہ میں آباد ہیں۔ کیا وہ پسند کریں گے کہ وہاں کے مقامی باشندے یہ مطالبہ کریں کہ یہ ہمارے جیسا لباس کیوں پہنتے ہیں؟ ان کی علیحدہ پہچان ہونی چاہیے۔ ان کا لباس مختلف ہونا چاہیے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے کی خواہش ہے تو آپ ﷺ کا اُسوہ حسنہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ حضرت فرات بن حیان ؓ سے روایت ہے کہ وہ فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کے دشمن ابوسفیان کے لئے جاسوس کا کام کر رہے تھے۔ جب وہ پکڑے گئے اور ان کی سزائے موت کا حکم جاری ہوا تو انہوں نے انصار کے ایک گروہ کے سامنے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ انصار نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی قسم کا اعتبار کر کے ہم انہیں ان کی قسم کے حوالے کرتے ہیں۔ اور ان میں سے فرات بن حیان بھی ہیں۔ اور آپ کو رہا کر دیا گیا۔

(مسند احمد بن حنبلؒ۔ اردو ترجمہ از محمد ظفر اقبال۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ جلد 8 ص 309)

توجہ فرمائیں کہ یہ حالتِ جنگ کا واقعہ ہے۔ ایک شخص دشمن کی جاسوسی کرتا ہوا پکڑا جاتا ہے۔ اور اس کے ایک جملہ پر کہ میں مسلمان ہوں اسے رہا کر دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی تحقیقات کی گئیں؟ یا اس سے اس کے عقائد کی تفصیلات کرید کرید کر اس کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کیا گیا؟ یا اسے علماء کے حوالے کیا گیا کہ اس کے ایمان کا فیصلہ کریں؟ ظاہر ہے ایسا نہیں کیا گیا۔ سنتِ نبوی ﷺ تو یہ ہے۔

البتہ تاریخ میں ایک اور مثال بھی پائی جاتی ہے۔ جب وسیع پیمانہ پر لوگوں کے عقائد کی تحقیقات کی گئی تھیں۔ جب علاقہ کے لوگوں سے گواہیاں جمع کی جاتی تھیں کہ فلاں شخص کے عقائد اور اعمال کیا ہیں۔ پھر ماہرین اس پر خوب جرح کرتے تھے کہ کیا وہ راسخ العقیدہ ہے کہ نہیں ہے۔ اسے گرفتار کر کے اسے اذیت بھی دی جاتی تھی تا کہ اس کے عقائد معلوم کئے جاسکیں۔ لیکن اس عمل کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایسا Spanish Inquisition میں کیا گیا تھا۔

... ... ... ...(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
**Repairs & Diagnostics**, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
**All Makes & Models**
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
**Contact:** Nusrat Rai@ 07809119621
**E:** mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

# اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

# (ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر2

## کیا یہ سنتِ نبوی کی پیروی ہے؟

4 جولائی 2018ء کو اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کے ایک رکنی بنچ نے ایک مقدمہ کا تفصیلی فیصلہ جاری کیا۔ اس فیصلہ میں پاکستان کے احمدیوں کے خلاف امتیازی سلوک کو مزید سخت بنانے کے لئے بہت سی تجاویز دی گئی ہیں۔ یہ فیصلہ 172 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ان امور کا ایک تفصیلی تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ تو قانون دان حضرات پیش کریں گے۔ لیکن ہر ذی شعور کو اِن تاریخی امور سے دلچسپی ضرور ہوگی جنہیں اس فیصلہ کی اصل بنیاد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مضامین کے اس سلسلہ میں ہم ان تاریخی تفاصیل کا تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے جو کہ اس عدالتی فیصلہ کی زینت بنے ہیں۔

اس سلسلہ کا ایک مضمون پہلی قسط کے طور پر 'ہندوستان کی برطانوی حکومت، جذبہ جہاد اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ' کے نام سے قبل ازیں (گزشتہ شمارہ میں) شائع ہو چکا ہے۔

اس فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ اس فیصلہ کی بنیاد سنت نبوی ﷺ ہے اور اس سلسلہ میں بعض احادیث کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ اس مضمون میں ہم اس دعوے کا تجزیہ پیش کریں گے۔

... ... ... ... ... ... ... ... ...

## مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی کے واقعات

اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے جو فیصلہ تحریر فرمایا ہے، اس میں احادیثِ نبویہ ﷺ کا حوالہ دے کر بعض نکات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس فیصلہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی حکومت میں کبھی بھی دعویٰ نبوت کو برداشت نہیں کیا گیا اور جب بھی کسی نے کسی قسم کا دعویٰ نبوت کیا اس کو سخت ترین سزا دی گئی۔

ظاہر ہے کہ جب کسی بھی معاملہ میں اسلامی حکومت کی بات ہو رہی ہو تو زمانہ نبوی ﷺ کی مثال دینا ضروری ہوگا۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے انہیں کے الفاظ میں درج کیا جائے کہ وہ کیا نتیجہ پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور پھر یہ جائزہ لیا جائے کہ وہ اس نتیجہ کی تائید میں کون سی احادیث پیش کر رہے ہیں۔

اپنے فیصلہ میں جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب تحریر کرتے ہیں:

"The learned Amicus Curiae while relying upon the authority of the Sunnah, a primary source of Islamic law and the guidance for the Ummah for all times to come, has emphasized these principles in a number of traditions. ... Two examples in this regard have been cited, one is about the false prophet-hood of Muselma Qazzab and the other is Aswad Ansa. The strict action against both the false claimants is sufficient to establish that there is no room for any false claimant of Prophethood in Islam" (page 16)

ترجمہ: فاضل Amicus Curiae (وہ ماہرین جنہیں کسی مقدمہ میں عدالت اپنی اعانت کے لئے طلب کرے) نے سنتِ نبوی ﷺ، جو کہ ہمیشہ کے لئے اسلامی قانون کے لئے بنیادی ماخذ اور اُمّت کے لئے ہمیشہ کے لئے راہنمائی کی حیثیت رکھتی ہے، پر انحصار کرتے ہوئے ان اصولوں پر زور دیا ہے۔...اس ضمن میں دو مثالیں دی گئی ہیں۔ ایک تو مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کی ہے اور دوسری مثال اسود عنسی کی ہے۔ ان دونوں جھوٹے مدعیان کے خلاف جو سخت قدم اُٹھایا گیا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام میں کسی جھوٹے مدعیِ نبوت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

ان الفاظ میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی گئی۔ **اور جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے اکثر یہی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ اسلامی تعلیم یہی ہے کہ جب کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ سنو تو کسی دلیل یا بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ فوراً اس کے خلاف جہاد شروع کر دیا جائے۔** چنانچہ جب 1974ء کی قومی اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو مولوی عبد الحکیم صاحب نے یہی دلیل پیش کر کے اشتعال دلانے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا:

"نیز مسیلمہ کذّاب کے علاوہ دوسرے مدعیانِ نبوت کے ساتھ بھی جہاد کیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اہلِ اسلام کو عملی طور پر یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔" (کارروائی سپیشل کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان 1974ء صفحہ 2391)

جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے اپنے دلائل میں اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں حضور ﷺ کے عمل کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اور خود تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ کذّاب اور اَسود عنسی نبوت کا دعویٰ کر چکے تھے۔ لیکن اس کے بعد جو حوالے انہوں نے لکھے ہیں وہ خود ان کے پیش کردہ دلائل کو ردّ کر دیتے ہیں۔ یقیناً مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا دعویٰ جھوٹا اور اسلامی تعلیمات کے خلاف تھا۔ اس معاملہ میں تو کوئی دو آراء نہیں ہیں اور نہ اس پہلو پر ہم بحث کر رہے ہیں۔ اس مرحلہ پر یہ تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ان دونوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ ہم اس سلسلہ میں حوالوں کے ساتھ حقائق پیش کریں گے۔

مسیلمہ نے آنحضرت ﷺ کے دور میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کے بعد مدینہ بھی آیا تھا۔ صحیح بخاری میں اس بارے میں یہ روایات بیان کی گئی ہیں۔

"عبداللہ بن عتبہؓ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تو بنتِ حارث کے ہاں اس نے قیام کیا کیونکہ بنتِ حارث بن کریز اس کی بیوی تھی۔ یہی عبداللہ بن عامر کی بھی ماں ہے۔ پھر حضورِ اکرمؐ اس کے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی تھے۔ ثابت وہی ہیں جو رسولِ کریم ﷺ کے خطیب کے نام سے مشہور تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آنحضور ﷺ اس کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی۔ مسیلمہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ ہمارے اور نبوت کے درمیان حائل نہ ہوں اور اپنے بعد ہمیں اسے سونپ دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دے سکتا۔ میرا خیال ہے کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں جو میری طرف سے تمہاری باتوں کا جواب دیں گے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب قصۃ الاسود العنسی) یہی روایت صحیح مسلم کتاب الرؤیا میں بھی بیان کی گئی ہے۔

ان روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ **مسیلمہ کذّاب نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی دعویٰ نبوت کر دیا تھا۔ اور اسی کیفیت میں وہ مدینہ بھی آیا تھا۔ مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے نہ اس کے قتل کوئی حکم صادر فرمایا تھا اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی لشکر روانہ فرمایا تھا اور نہ اس کے خلاف کسی اَور کارروائی کا حکم فرمایا تھا۔**

**حضرت ابوبکرؓ کے دور میں اس کے خلاف اس وقت فوج روانہ کی گئی تھی جب اس نے خود اعلانِ بغاوت کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا۔**

ظاہر ہے کہ آج سے ہزاروں سال قبل کا دور ہو یا موجودہ دور ہو، جب بھی کوئی کسی حکومت میں بغاوت کر کے اس کے شہریوں پر حملہ کرے گا، اس ملک کی حکومت اور اس کے شہریوں کے خلاف فوج کشی کرے گا تو حکومت کا فرض ہے کہ اسے سخت ترین سزا دے۔ اس کا مذہب یا دعویٰ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اسود عنسی نے یمن کے علاقہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اُس وقت یہ علاقہ مسلمانوں کی حکومت کا ایک حصہ تھا اور اس کے مختلف علاقوں میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مختلف عُمّال مقرر تھے۔ **اسود عنسی کے دعویٰ کے بعد نہ مسلمانوں نے پہلے اُس پر حملہ کیا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا کوئی حکم جاری فرمایا تھا۔ اس سے قبل کہ کوئی ایسا قدم اُٹھایا جاتا اُس نے خود مسلمانوں پر حملہ کر کے خون خرابہ شروع کر دیا تھا۔** اور ان علاقوں کو جو کہ مسلمانوں کی حکومت میں شامل تھے اپنی حکومت میں شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے صنعاء پر حملہ کیا اور صنعاء کے حاکم حضرت شہر بن باذانؓ اس کے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور اسی طرح بہت وسیع علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔ اس نے ظلم کرتے ہوئے ان کی بیوی آزاد سے زبردستی شادی کر لی۔ اس نے خطوط لکھ کر رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عمال کو یمن سے نکلنے کا اور سرکاری خزانہ اس کے حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ تقریباً تمام عمال کو اپنے مقامات سے نکلنا پڑا۔ اس صورتِ حال میں اہلِ یمن کی ایک بہت بڑی تعداد مرتد ہو کر اسود عنسی پر ایمان لے آئی۔ اور تاریخِ طبری کے مطابق کئی مسلمانوں نے جو اپنے دین پر قائم تھے اس سے درخواست کر کے امان حاصل کی۔ دعویٰ نبوت کے علاوہ بھی اسود عنسی کی بغاوت اور دیگر کرتوت ایسے تھے کہ دنیا کی کوئی بھی حکومت کسی بھی زمانہ میں اس کے خلاف فوج کشی سمیت سخت ترین کارروائی کرتی۔ کیونکہ **اس کا جرم ریاست سے سنگین غداری کا بھی تھا۔**

**حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسود عنسی کے مقابل پر کوئی لشکر یا فوج روانہ نہیں کی تھی اور نہ آپ ﷺ کی طرف سے معین طور پر اس کی سزائے موت کا کوئی حکم صادر ہوا تھا۔** اس وقت ایک لشکر حضرت اُسامہ کی سرکردگی میں شام کی طرف روانہ ہو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کو شام بھجوانے کے فیصلہ میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی۔ اور اس کے بجائے آپ نے حضرت دبرؓ کو اَور چند اور صحابہ کو خط دے کر روانہ فرمایا جس میں مسلمانوں کو ارشاد فرمایا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اور جنگ اور حیلے سے اسود عنسی کے خلاف کارروائی کریں۔ اس علاقے کے مسلمان مظلومیت کی حالت میں تھے اور انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ انہیں خبر ملی کہ اسود عنسی اور اس کے دو اہم عہدیداروں میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اس پر انہوں نے اسود عنسی کے ان ناراض سرداروں سے رابطہ کیا۔ اور پھر اسود عنسی کے ان ساتھیوں نے جو دل میں اس سے برگشتہ ہو چکے تھے لیکن اس کے اقتدار کے خوف سے بظاہر اس کی اطاعت کا دم بھرنے پر مجبور تھے، اسود عنسی کی بیوی سے مل کر اس کے محل میں اس کو قتل کر دیا۔ **جس شخص نے اسود عنسی کا قتل کیا اس کا نام 'فیروز' تھا اور وہ خود اسود عنسی کے سرداروں میں سے تھا لیکن اس کے سلوک کی وجہ سے اس سے ناراض تھا۔**

(تاریخِ ابنِ خلدون جلد دوئم، اردو ترجمہ از حکیم احمد حسین الہ آبادی، الفیصل ناشران 435-437)

(تاریخِ طبری جلد دوم، اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم، ناشر دارالاشاعت کراچی، 2003ء صفحہ 462-473)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ آیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف نہ اُس وقت کارروائی کی اور نہ بعد میں کوئی لشکر روانہ فرمایا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اسود عنسی کے مقابل پر کوئی لشکر روانہ فرمایا تھا۔ اور **جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں جو تاریخی حوالے درج فرمائے ہیں، ان میں سے ایک بھی اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مدعیانِ نبوت کے خلاف کوئی لشکر روانہ کیا تھا۔** اگرچہ اس وقت اسود عنسی نے مسلمانوں کی حکومت کے ایک وسیع حصہ پر قبضہ کر لیا تھا اور واضح بغاوت کا مرتکب ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا پورا حق تھا کہ اس کے خلاف کارروائی کرتے۔

لیکن قرآنِ کریم کی تعلیم واضح ہے کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرے یا جھوٹا دعویٰ وحی کرے خواہ پوری دنیا اس کے ساتھ ہو خدا اس کو خود تباہ کر دیتا ہے اور وہ کامیاب نہیں ہو سکتا (سورۃ الحاقہ آیت 45 تا 47)۔

حضرت ابوبکرؓ کے دَور کی جو مثال پیش کی جاتی ہے تو اس ضمن میں یہ حقیقت واضح ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں بھی مسیلمہ کذاب نے پہلے خود مسلمانوں پر حملہ کر

کے ان کا خون بہایا تھا اور ریاست سے بغاوت کا مرتکب ہوا تھا۔ اور یہاں کسی مذہبی عقیدہ یا دعویٰ نبوت کا سوال نہیں ہے، خواہ آج سے پندرہ سو سال قبل کا دور ہو یا موجودہ دور ہو جب بھی کسی ریاست کے خلاف اس طرح کی بغاوت ہوگی تو اس کے خلاف فوج کشی کی جائے گی۔

**یہ فیصلہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسٹس شوکت عزیز صاحب کو خود اِس دور کے بنیادی تاریخی حقائق کا علم نہیں تھا اور انہیں کسی اور نے یہ مواد لکھ کر دیا ہے اور اس میں دانستہ یا نا دانستہ طور پر بہت سی غلطیاں شامل ہو گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اس فیصلہ کے صفحہ 19 پر وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسود عنسی کے خلاف کارروائی کی تھی۔ جیسا کہ ہم تاریخی حوالے درج کر چکے ہیں، اسود عنسی تو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے آغاز سے چند روز قبل ہی مارا جا چکا تھا۔**

## رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہونے والی مردم شماری کا ذکر

رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد کی دو اور مثالیں دیتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب تفصیلی فیصلہ میں لکھتے ہیں

Even the Holy Prophet (PBUH) after migrating to Madinah conducted the population census so as to ascertain the true numbers of Muslim Males, Females and Children which itself drew a distinction line between the Muslims and non-Muslims. If one sees the Charter of Madinah and the parties to it whether they were Muslims, Persians or infidels every one entered into it with his separate religious identity.

(page 22& 23)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بھی مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آبادی کی مردم شماری کرائی تھی۔ جس میں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد کا تعین کیا گیا تھا۔ اس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تفریق کی گئی تھی۔ اگر کوئی میثاقِ مدینہ کو دیکھے تو اس میں مسلمان فارسی اور کافر اپنے علیحدہ علیحدہ مذہبی تشخص کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ فیصلہ میں کسی حوالے کی معین عبارت درج کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اور شاید یہ ان کی مجبوری بھی تھی کیونکہ جن تاریخی روایات کا وہ ذکر کر رہے ہیں، وہ ان کے پیش کردہ نتائج کی تردید کر رہی ہیں۔

**سب سے پہلے تو اِس مردم شماری کا ذکر کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرائی گئی تھی۔** صحیح بخاری کی کتاب الجهاد والسير کے باب کتابة الامام الناس کی حدیث میں اس مردم شماری کا ذکر ہے۔ جب ہم اس حدیث کو پڑھتے ہیں تو ایک بار پھر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ جج صاحب نے خود یہ حدیث نہیں پڑھی بلکہ انہیں کہیں سے مواد مہیا کیا گیا ہے جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ فیصلہ تحریر کیا ہے کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں عورتوں اور بچوں کا ذکر نہیں بلکہ صرف مردوں کی تعداد لکھنے کا ذکر ہے۔

**اس سے بھی زیادہ اہم بات** یہ ہے کہ اس حدیث کا متن ان نظریات کی مکمل تردید کرتا ہے جو کہ اس فیصلہ میں پیش کئے گئے ہیں۔

**اس عدالتی فیصلہ میں حکومت پر یہ زور دیا گیا ہے کہ حکومتی ریکارڈ میں کسی کو مسلمان درج کرنے سے قبل اچھی طرح اس کے عقائد کی چھان پھٹک کرنی چاہیے۔ اس سے حلف اُٹھوانا چاہیے۔ اور سرکاری ملازم رکھنے سے قبل تو علماء اور کسی ماہرِ نفسیات سے اس کے عقائد کا خوب تجزیہ کروالینا چاہیے۔ اور حکومت کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ سائنسی طریقہ دریافت کرے جس سے احمدیوں کی صحیح تعداد کو دریافت کیا جا سکے۔**

(ملاحظہ کیجئے عدالتی فیصلہ کا صفحہ نمبر 20 و 167)

**اس کے برعکس** جب ہم اس حدیثِ نبوی ﷺ کو پڑھتے ہیں تو اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ملتا ہے۔ اُكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاس۔ یعنی لوگوں میں سے جو اسلام کا اقرار کرتا ہے اس کا نام مسلمانوں میں درج کرو۔ اس **ارشادِ نبوی ﷺ میں کہیں یہ ذکر موجود نہیں کہ اس کے عقائد کی چھان بین کرو یا کرید کرید کر اس کے عقائد کی تفاصیل معلوم کرو۔** واضح ارشاد یہ ہے کہ جو اسلام کا اقرار کرتا ہے اس کا نام مسلمانوں میں درج کرو۔

شوکت عزیز صاحب تو تجویز کر رہے ہیں کہ سرکاری ملازمت پر رکھنے سے قبل کسی ماہرِ نفسیات سے بھی عقائد کا تجزیہ کروانا ضروری ہے۔ پھر اسے علماء کے حوالے کرو وہ اس کے عقائد کی چھان بین کریں۔ آخر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھی تو عُمّال مقرر ہوتے تھے اور خود رسول اللہ ﷺ مقرر فرماتے تھے۔ **کیا کوئی ایک حدیث بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ ان عُمّال کو تقرری سے قبل ان لغو مراحل سے گزارا جاتا ہو؟**

## میثاقِ مدینہ کا حوالہ

جیسا کہ حوالہ درج کیا گیا ہے کہ اس فیصلہ میں مردم شماری کے ذکر کے بعد میثاق مدینہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس بارے میں عدالتی فیصلہ کی عبارت پڑھتے ہوئے ایک بار پھر ظاہر ہوتا ہے کہ فیصلہ لکھنے والے نے اصل تاریخی روایات کو خود نہیں پڑھا بلکہ اسے کہیں سے کچھ مواد مہیا کیا گیا ہے۔ اور اس مہیا کردہ مواد کو عجلت میں اس عدالتی فیصلہ کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ **یہ معاہدہ تو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے مہاجروں، مدینہ کے انصار کے قبائل اور مدینہ کے یہود کے درمیان ہوا تھا۔ نہ جانے اس عدالتی فیصلہ میں فارس کے لوگوں کو اس معاہدہ میں کس طرح شریک قرار دے دیا گیا ہے؟** اس کی وضاحت تو پاکستان کی معزز عدالت ہی کر سکتی ہے۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس معاہدہ میں ہر کوئی اپنے علیحدہ علیحدہ مذہبی تشخص کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ **یقیناً میثاقِ مدینہ میں مذہبی آزادی کی مکمل ضمانت دی گئی تھی** اور یہ لکھا گیا تھا کہ مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا دین ہے اور یہود کے لئے یہود کا دین ہے۔ **لیکن اس میثاق میں ایسا کوئی نکتہ موجود نہیں جو کہ اس عدالتی فیصلہ یا کسی قسم کی تنگ نظری کا جواز بن سکے۔** بلکہ میثاق مدینہ میں موجود مذہبی رواداری کی ایک مثال ملاحظہ کریں۔ اس معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ بنی عوف کے یہود بھی مسلمانوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور پھر لکھا ہے کہ بنی نجار، بنی حرث، بنی جشم، بنی ثعلبہ، بنی اوس اور بنی شطنہ کے یہود کے لئے بھی وہی ہے جو کہ بنی عوف کے یہود کے لئے ہے۔

(سیرت ابن ہشام۔ اردو ترجمہ از سید یٰسین علی حسنی، ناشر ادارہ اسلامیات مئی 1964 صفحہ 393 تا 395)

## ہائی کورٹ کے فیصلہ اور سنت نبوی میں تضاد کی ایک مثال

**ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ اس فیصلہ اور سنت نبوی ﷺ میں کس قدر تضاد موجود ہے۔**

اسلام آباد ہائی کورٹ کے **اس فیصلہ میں اس بات پر بہت تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ اور تو اور احمدیوں کے نام بھی مسلمانوں جیسے ہیں اور یہ بات دوسری آئینی ترمیم پر عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے۔** اور عدالتی فیصلہ میں اس کا حل یہ تجویز کیا گیا ہے

"Qadianis should not be allowed to conceal their identity by having similar names to those of Mulsims, , therefore, they should be either stopped from using name of ordinary muslims or in the alternative Qadiani, Ghulam-e-Mirza or Mirzai must form a partof their names and be mentioned accordingly." (page 165&166)

ترجمہ: قادیانیوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی شناخت کو مسلمانوں جیسے نام رکھ کر پوشیدہ رکھیں۔ لہٰذا یا تو انہیں عام مسلمانوں جیسے نام رکھنے سے روکا جائے یا متبادل قادیانی ناموں مثال کے طور پر ’غلام مرزا‘ یا ’مرزائی‘ کو ان کے ناموں کا حصہ بنایا جائے۔

عدالتی فیصلہ کا یہ حصہ پڑھ کر کسی دلیل کی بجائے پہلے غالب کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

**کیا اس سوچ کا اسلام سے اور رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کوئی دور کا بھی تعلق ہے؟** اس فیصلہ میں جسٹس شوکت عزیز صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے سنتِ رسول ﷺ کی پیروی لازمی ہے۔ **کیا جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم فرمائی تو اُس وقت کیا کسی بھی گروہ پر کوئی بھی پابندی تھی کہ وہ مسلمانوں جیسے نام نہیں رکھ سکتے؟** اُس دور میں مدینہ کے نمایاں یہود کے چند نام ملاحظہ ہوں۔

1۔ عبداللہ 2۔ کعب 3۔ سلام 4۔ اسد 5۔ رافع 6۔ مالک 7۔ یاسر 8۔ خالد 9۔ نافع 10۔ زید

سب جانتے ہیں کہ ان ناموں کے صحابہ بھی موجود تھے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ مدینہ میں ایسے یہود بھی موجود تھے جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے مگر دل سے یہودی تھے۔ حوالہ درج کیا جا رہا ہے۔ ہر کوئی اپنی تسلی کر سکتا ہے۔ لیکن کیا کوئی ایک بھی واقعہ ایسا پیش کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہو کہ اشتباہ ہوتا ہے اس لئے یہود مسلمانوں جیسے نام نہیں رکھ سکتے؟

(سیرت ابن ہشام۔ اردو ترجمہ از سید یٰسین علی حسنی، ناشر ادارہ اسلامیات مئی 1964 صفحہ 393 تا 395)

## ان نظریات کا تعلق کس سے ہے؟

یہ تو ثابت ہو گیا کہ ان خیالات کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔

**پھر ایک سوال رہ جاتا ہے کہ ان نظریات کا خمیر آخر کہاں سے اُٹھا ہے؟ تاریخ ہمیں کیا بتاتی ہے؟** کہ ایسا **کب ہوا کہ لوگوں کے نام حتیٰ کہ ان کے خاندانی نام (Surname) بھی زبردستی تبدیل کیے گئے ہوں۔**

جب ہم تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو **اس قسم کے واقعات ہمیں کیتھولک چرچ کے زیرِ سرپرستی چلنے والی Spanish Inquisition میں ملتے ہیں۔** جب غرناطہ اور ویلنسیا کے مظلوم مسلمانوں کے مذہب کو زبردستی تبدیل کرنا اور ان کی مساجد پر قبضہ کر کے چرچوں میں تبدیل کرنے کو کافی نہیں سمجھا گیا تھا۔ اور انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے نام بھی تبدیل کریں۔ اس منحوس تحریک کا نقطہ آغاز یہ تھا کہ Pope Clement VII نے بادشاہ کو اجازت دی تھی کہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مسلمانوں سے کئے گئے تمام معاہدے توڑ دے۔ اس کے بھی حوالے درج کئے جا رہے ہیں۔

(Muslims of Medieval Latin Christendom, c.1050–1614 ,By Brian A. Catlos, Published by Cambridge University Press.p 224-227)

(The Spanish Inquisition, 1478-1614 edited by Lu Ann Homza, Published by Hacket Publishing Company 2006,p 239)

**اس عدالتی فیصلہ میں صرف ناموں کی تبدیلی تک بس نہیں کی گئی۔** جب سوچ تنگ نظری کی ڈھلوان پر پھسلنا شروع ہو جائے تو پھر پستیوں کی طرف سفر جاری رہتا ہے۔ **اس فیصلہ میں اس بات پر بھی تشویش ظاہر کی گئی ہے کہ احمدیوں کا لباس بھی مسلمانوں جیسا ہے۔** جیسا کہ تفصیلی فیصلہ میں لکھا ہے:

"Most of the minorities residing in Pakistan hold a separate identification in reference to their names and identity but according to the constitution one of the minorities do not hold a distinct identification due to their names and general attire which leads to crisis."

(page 169-170)

ترجمہ: پاکستان میں آباد اکثر اقلیتیں ناموں اور پہچان کے اعتبار سے علیحدہ حیثیت رکھتی ہیں مگر آئین کے مطابق ایک اقلیت ایسی جو ناموں اور عمومی لباس کے اعتبار سے کوئی مخصوص پہچان نہیں رکھتی اور اس وجہ سے بحران پیدا ہو رہا ہے۔

اس حصہ پر کسی خاص تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص پڑھ کر خود ہی اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ہزاروں پاکستانی گزشتہ چند سالوں میں دہشتگردی سے مارے گئے۔ ملک قرضوں کی دلدل میں ڈوب گیا۔ بین الاقوامی سطح پر تنہا رہ گیا۔ سب اعتراف کر رہے ہیں کہ اندرونی اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے۔ خود جج صاحب اپنی تقریر میں اعتراف کر چکے ہیں کہ پاکستان کے ادارے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔ ان سب باتوں سے بحران پیدا نہیں ہوا!؟ اور فکر ہے تو اس چیز کی کہ احمدیوں کا لباس عمومی طور پر مسلمانوں جیسا ہے۔

**زیادہ دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو جب**

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

# جماعت احمدیہ ہزارہ (پاکستان) کی چند تاریخی یادیں

## (اخلاص و وفا، صبر و استقامت، دلگداز قربانیوں اور نصرت و تائیدات الٰہیہ کے حیرت انگیز نشانوں کی روح پرور داستان)

(اصغر علی بھٹی ۔ مبلغ سلسلہ نائیجر ۔ مغربی افریقہ)

دوسری و آخری قسط

## مکھن خان اور جیل میں ہماری مہمان نوازی

جب خاکسار رانا مبشر صاحب اور رانا منور صاحب قائد صاحب مانسہرہ اور قائد ضلع ہزارہ کے ہمراہ مانسہرہ

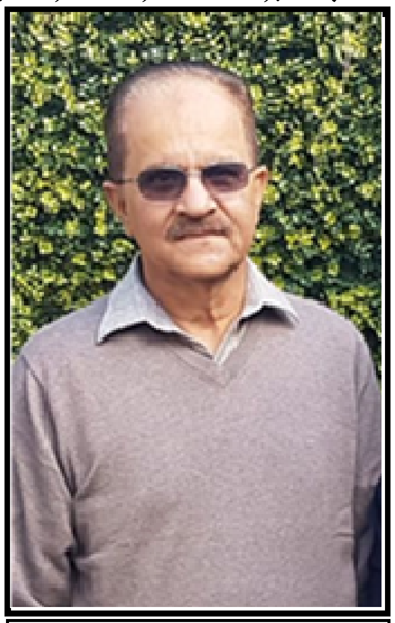

رانا مبشر احمد صاحب ۔ قائد مانسہرہ

جیل کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کے لئے پہنچے تو کسی نے قیدیوں کو بتا دیا کہ یہ رانا صاحب اور حاجی

رانا منور احمد صاحب ۔ قائد ضلع ہزارہ

صاحب کے بچے ہیں۔ پہلی دفعہ مانسہرہ جیل کے اندرونی حصے کی زیارت ہو رہی تھی اس لئے حیرانی قدرتی بات تھی۔ اسی لمحے ایک خوفناک چہرے، گھنی لمبی داڑھی، موٹی موٹی مونچھوں، اور بھاری بھرکم جسم والے صاحب اپنے دس پندرہ ساتھیوں سمیت وہاں آئے۔ یہ کالا ڈھاکہ کا بدنام زمانہ ڈاکو مکھن خان تھا۔ سلام کیا اور پوچھنے لگے کیوں! کیا یہ سچ ہے کہ آپ رانا کرامت اللہ صاحب کے رشتہ دار ہو؟ رانا مبشر صاحب نے بتایا جی! مَیں ان کا بڑا بیٹا ہوں، یہ چھوٹا اور یہ ان کے بھانجے ہیں۔ مکھن خان انتہائی عقیدت سے بولے وہ دونوں انسان نہیں تھے، فرشتے تھے۔ ان کے فوت ہونے کی تعزیت کی اور کہنے لگے کسی چیز کی ضرورت ہو تو صرف ایک آواز دینا۔ یوں اللہ نے ایسا بندوبست کر دیا کہ پھر باقی کے 29 دن ہر بندہ ہماری خدمت کرنا اور عزت دینا اپنا فرض سمجھنے لگا۔

## جیل میں مخالفوں کی ایک سازش اور خدائی تائید

اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے آخری زمانے کے مولویوں کو بدترین مخلوق قرار دیا ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ بدترین مخلوق جنگلی خنزیر ہے۔ اور اس کی بدی یہ ہے کہ یہ وہ واحد جانور ہے جو اپنا پاخانہ بھی کھا جاتا ہے اور باوجود سبزی خور ہونے کے بھوک بڑھنے پر گوشت خور بن کر اپنے بچے بھی کھا جاتا ہے۔ مولوی صاحبان جس قرآن کریم کی عظمت کے گیت گاتے نہیں تھکتے وہ تعصب کی بھوک بڑھ جانے پر اُسے ہی بیچنے اور اس کی توہین کرنے پر اُتر آتے ہیں۔

جیل میں دوپہر 12 بجے پھر گنتی ہوتی ہے۔ اور ایک دفعہ پھر سے قیدیوں کو دو گھنٹے کے لئے بیرکوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جن دنوں رانا کرامت اللہ صاحب اور مکرم حاجی یوسف صاحب مانسہرہ جیل میں تھے وہ دوپہر کی گنتی کے بعد بیرک میں بند تھے۔ مولوی صاحبان نے ٹائلٹ صاف کرنے والے بھنگی کو قرآن کریم کے کچھ اوراق پھاڑ کر دیئے کہ اسے ٹائلٹ میں ایسے پھینکنا کہ گندگی چمٹ جائے۔ گنتی کھلتی ہے تو قیدی ٹائلٹ کی طرف بھاگتے ہیں اور باقی لائن بنا لیتے ہیں۔ جو پہلا ہی قیدی اندر گیا اُس نے اوراق دیکھے تو شور ڈال دیا۔ وہ گندگی میں لتھڑے صفحات لے کر باہر نکل آیا۔ ایک حشر برپا ہو گیا۔ سپاہیوں نے الارم بجا دیئے اور ساری انتظامیہ حرکت میں آ گئی۔ ادھر ابھی پولیس سمجھ نہ پائی تھی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ اُدھر دروازے پر مجلس ختم نبوت مانسہرہ کا وفد پہنچ گیا اور زور زور سے دروازہ کھولنے کے لئے چیخنے لگ گئے۔ جیل سپرنٹنڈنٹ صاحب اُن کو دفتر لے گئے مگر انہوں نے یہی کہنا شروع کر دیا کہ یہ رانا کرامت اللہ۔۔۔ نے کیا ہے اور کوئی مسلمان تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ واقعہ جس غرض کے لئے مَیں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہے جماعت کی خدائی تائید۔ جس جماعت کے پاس اللہ کا خلیفہ ہو اور جو ہر آن اپنے مولا کے حضور ہماری فلاح کے لئے گریہ کناں رہتا ہو وہ فرشتوں کے حصار میں جیتی ہے۔ ان کے لئے مکھن خان جیسے بدمعاشوں کو چھتریاں تاننے کا حکم ہو جاتا ہے۔ بہرحال قصہ مختصر یہ کہ جیل انتظامیہ اور قیدیوں نے متفقہ طور پر کہا کہ ان فرشتوں کے سر ایسا گھٹیا الزام ہم نہیں لگا سکتے۔ یوں بھی وہ تو ہمارے ساتھ بیرک میں بند تھے۔ اور پھر آپ کو کیسے آناً فاناً اطلاع مل گئی کہ جیل کے اندر یہ وقوعہ ہو گیا ہے۔ اور یوں مولوی نامراد ہو کر چیختے چلّاتے واپس لَوٹ گئے۔

ایبٹ آباد میں 1974ء میں ایک محمد احمد بھٹی صاحب کو شہید کیا گیا تھا مگر چند سال بعد ایک اور محمد احمد بھٹی صاحب واپڈا کے دفتر کی طرف سے ایبٹ آباد میں ٹرانسفر ہو کر آ گئے۔ آپ ایبٹ آباد جیل میں چھ دیگر احباب جماعت کے ساتھ بند تھے کہ فرماتے ہیں ایک دن جیل کی بیرک میں تہجد کے وقت نوافل ادا کر رہا تھا کہ اچانک جائے نماز پر ایک موٹی سی تازہ خون کی چھینٹ گری جو گویا ایک تازہ خون کا لوتھڑا تھا۔ میں نے جلدی سے اوپر دیکھا کہ شائد چھت پر کوئی چھپکلی وغیرہ ہو۔ بیرک میں سب سوئے ہوئے تھے۔ سوائے احمدی احباب کے کہ وہ سب بھی نوافل میں مصروف تھے۔ سب نے ہی اس خون کو دیکھا۔ چھت کا جائزہ لیا۔ وہاں پر کوئی بھی ایسے آثار نظر نہ آئے۔ اور پھر اس دن صبح ہوتے ہی یہ خبر آ گئی کہ جماعت کا ایک شدید دشمن حق نواز جھنگوی قاتلانہ حملے میں مارا گیا ہے۔ شائد اللہ اپنے بندوں کو تسلی دے رہا تھا اِنِّیْ قَرِیْب۔ اِنِّیْ قَرِیْب۔

## لاہوری جماعت کے امیر صاحب کی ایک درخواست

ابھی طاہر جہانگیری صاحب کی ضمانت کروا کے نکلے ہی تھے کہ ایبٹ آباد میں لاہوری جماعت کے ایک نوجوان سمیع خان کو پولیس نے 298C کے تحت گرفتار کر لیا۔ مکرم ڈاکٹر کریم سعید صاحب، لاہوری جماعت کے موجودہ امیر صاحب (اُس وقت یہ امیر جماعت نہیں تھے) ان کے والد ڈاکٹر خان بہادر سعید صاحب ابھی حیات تھے اور امیر جماعت لاہور تھے۔ انہوں نے مکرم ناصر تنولی صاحب ہمارے قائد صاحب کو فون کیا اور فرمانے لگے کہ ''**آپ تو جانتے ہیں ہمارے پاس کوئی نظام نہیں ہے۔ آپ لوگوں کے پاس نظام ہے۔** پلیز آپ اس کیس میں سمیع کی ضمانت کروانے کے لئے ہماری مدد کر دیں۔ اخراجات سب مَیں ادا کر دوں گا''۔

ناصر صاحب نے ان کو بتایا کہ وہ تو کوئی مسئلہ نہیں مگر آپ امیر ضلع جناب ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب یا ارشاد خان صاحب صوبائی امیر جماعت سے رابطہ کر لیں۔ تھوڑی دیر میں صوبائی امیر صاحب کا فون آ گیا کہ مرکز کی ہدایت ہے آپ اس لڑکے کے لئے بندوبست کریں۔

مکرم سمیع صاحب کی رہائش اسی احاطہ میں تھی جس میں لاہوری جماعت کے تمام اہم افراد کے مکانات ہیں اور سب کے دروازے ایک مشترکہ صحن میں کھلتے ہیں۔ جب ہم اس ضمانت کے لئے کوشش کر رہے تھے تو اس احاطہ میں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ویسے بھی ہماری صدر لجنہ محترمہ عطیہ تنولی صاحبہ کی اس فیملی سے کچھ رشتہ داری بھی ہے۔ جس بات کے لئے مَیں یہ واقعہ تحریر میں لا رہا ہوں وہ ایک چھوٹا سا مکالمہ ہے جو اُن دنوں ہمارے قائد صاحب اور ان کے لاہوری نوجوان رشتہ داروں کے درمیان ہوا۔ کبھی کبھار ڈاکٹر خان بہادر سعید صاحب اس صحن میں کرسی لگا لیتے تھے اور یوں ہر آنے جانے والے سے کچھ بات بھی فرما لیتے۔ اب یہ لاہوری نوجوان جو ویسے تو مکرم ناصر تنولی صاحب سے بحثیں کرتے رہتے تھے مگر جب بھی ڈاکٹر صاحب صحن میں ہوتے تو دامن بچا کر چھپ چھپا کر باہر آتے اور آ کر کہتے یار! اگر انہوں نے دیکھ لیا تو سمجھیں لیکچر شروع۔ اور موڈ اور وقت دونوں تو حتمی طور پر خراب سمجھیں۔ ایک دن ناصر صاحب سے نہ رہا گیا اور اُنہوں نے اُن سے کہا کہ یہی فرق ہے آپ کی جماعت میں اور ہماری جماعت میں۔ آپ کے امیر صاحب بیٹھے ہوں تو آپ دامن بچا کر نکلتے ہو۔ خدا کی قسم! اگر کہیں مجھے ہمارے خلیفہ صاحب اس طرح اکیلے مل جائیں تو مَیں سمجھوں گا کہ کل کائنات مل گئی۔ میں تو کبھی ایک لمحے کے لئے وہاں سے نہ ہٹوں گا اور جو سمیٹ سکتا ہوا سمیٹ لوں گا۔

## داتہ ضلع مانسہرہ میں مظالم اور بائیکاٹ

ایک جمعرات کی شام داتہ سے بڑی پُر وحشت خبریں پہنچنا شروع ہو گئیں کہ ربوہ، ملتان، مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے مولویوں کے قافلے اس گاؤں میں پہنچ چکے ہیں اور کچھ مزید قافلے متوقع ہیں۔ سپیکروں پر اشتعال دلایا جا رہا ہے۔ ارادے نیک نہیں اور اگلے دن جمعہ کی نماز کے بعد کوئی بڑی انہونی متوقع ہے۔ رات کے دس بجے تک ہری پور، حویلیاں، ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے تمام خدام رانا ہاؤس میں جمع ہو چکے تھے۔

ایبٹ آباد سے مانسہرہ جانے والی شاہراہ ریشم پر ضلع مانسہرہ کی حدود میں ''داتہ'' نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں دور دراز پہاڑی سلسلے کے اندر شاہراہ ریشم سے کوئی 13 کلومیٹر دور ایک چھوٹی سے پہاڑی پگڈنڈی نما سڑک کے آخری کنارے پر واقع ہے۔ اس میں موجود احمدی گھروں کا علماء دین نے مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کروا دیا کہ آئندہ نہ کوئی شخص انہیں گاڑی پر بٹھائے گا اور نہ سودا سلف دے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور نہ کسی شادی بیاہ میں مدعو کرے گا۔ یہ سلسلہ کئی سال تک چلتا رہا۔ چھوٹے چھوٹے بچے میلوں پہاڑی سفر پیدل طے کر کے سکول آتے جاتے رہے۔ بوڑھے ضعیف والدین تمام ضروریات زندگی اپنی کمروں پر لاد کر پہاڑوں کے اونچے نیچے راستوں پر رواں دواں رہے۔ گاؤں کے باقی مسلمان لوگ ان پیدل ضعیف لوگوں کے پاس سے گاڑیوں میں سوار گزرتے اور مذاق اڑاتے رہے۔

وقت کا بے رحم پہیہ یونہی چار سال تک چلتا رہا۔ آخر ایک دن انہونی سی ہو گئی۔ اُس سے اگلے دن یعنی 11 مئی کی ایبٹ آباد سے شائع ہونے والی ''اخبار شمال'' میرے سامنے ہے۔ فرنٹ پیج کی جلی حروف میں ہیڈ لائن یوں تھی۔

**''داتا میں مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ ختم کرانے کی کوشش ناکام بنادی گئی۔''**

'مرزائیوں کو سوزوکیوں میں بٹھایا جائے ان سے لین دین کیا جائے'۔ ایس ایچ او تھانہ صدر مانسہرہ کے فرمودات ۔ داتا کی پُرامن فضا کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی کوشش کی گئی۔ غیر دانشمندانہ طرز عمل روا رکھنے والے ایس ایچ او کی مذمّت۔

مانسہرہ (شمال نیوز) داتا میں مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ ختم کروانے اور شہر کے پُرامن ماحول کو خراب کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ تفصیلات کے مطابق موضع داتہ میں چار سال سے مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ جاری ہے مگر گزشتہ روز سوزوکیوں کے چند ڈرائیور حضرات غلط فہمی میں پورے گاؤں کے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بعض مرزائیوں کو سوزوکیوں میں بٹھا کر ایک تقریب میں لے گئے جس سے کسی وقت بھی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہو سکتی تھی۔۔۔ شام اچانک 5 بجے کے قریب ایس۔ ایچ۔ او تھانہ صدر مانسہرہ اپنی نفری کے ہمراہ گاؤں میں آ دھمکے۔۔۔ اور دھمکیاں دینا شروع کر دیں کہ تم لوگوں نے مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ کیوں شروع کر رکھا ہے اسے ختم کیا جائے

اور مرزائیوں کو سوزوکیوں میں بٹھایا جائے اور ان سے لین دین کیا جائے کیونکہ وہ بھی پاکستانی ہیں۔ ان کی باتوں سے عوام میں اشتعال پھیل گیا۔ شہر کے عوام اور تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے راہنماؤں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا جس پر ایس ۔ایچ۔او دومساجد کے خطیبوں اور تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس داتا کے راہنماؤں کو مانسہرہ تھانہ لے آئے اور انہیں D.S.P کے دفتر لے گئے۔ داتا کے عوام کی کثیر تعداد بھی علماء کے ساتھ آئی۔ نیز تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس مانسہرہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد کے راہنما اور مانسہرہ کی مساجد کے خطیب بھی دفتر پہنچ گئے جنہوں نے داتہ میں ناموس رسالت کے تحفظ کا عزم کا اظہار کیا۔ . .اہالیان داتہ اور تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس داتا کے راہنماؤں نے مرزائی نواز ایس۔ ایچ۔او کے رویہّ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ ایس۔ ایچ۔او نے دیدہ دانستہ. . .جان بوجھ کر لوگوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی ہے. . .انہوں نے مطالبہ کیا کہ. . . پُرامن حالات کو خراب کرنے والے ایس ۔ ایچ ۔او کو معطل کیا جائے۔(روزنامہ شمال اتوار 11 مئی 1997ء فرنٹ پیج)

## ’’امت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی‘‘ کرنے والا ایس۔ ایچ۔او مانسہرہ کا ایک ’’فحش قدم‘‘

اسی مذموم واقعہ کے متعلق ’’ختم نبوت ایبٹ آباد‘‘ کے صدر کا بیان ’’روزنامہ شمال‘‘ کے پہلے صفحہ پر نمایاں سرخیوں کے ساتھ تین کالمی خبر کے ساتھ یوں شائع ہوا۔

مرزائیوں کے پشت پناہ ایس۔ ایچ۔او کو معطل کیا جائے۔ اس نے کس کے ایماء پر مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ ختم کرنے کے لیے مسلمانوں پر دباؤ ڈالا۔ وقار گل جدون۔ ساجد اعوان۔ ’’ایبٹ آباد (نمائندہ خصوصی) داتہ ضلع مانسہرہ کے غیور مسلمانوں نے ایک عرصہ سے گستاخان نبی قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ گزشتہ روز ایس۔ ایچ۔او تھانہ صدر مانسہرہ اچانک داتہ جیسے حساس علاقہ میں یہ حکمنامہ لے کر پہنچے کہ قادیانیوں کا بائیکاٹ ختم کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ایبٹ آباد کے صدر وقار گل جدون اور جنرل سیکرٹری ساجد اعوان نے کرتے ہوئے ڈی آئی جی پولیس ہزارہ ڈویژن اور کمشنر ہزارہ ڈویژن سے مطالبہ کیا کہ اس سرکاری اہلکار کی پشت پر شرپسند عناصر کو بے نقاب کریں اور ایس ایچ او تھانہ صدر مانسہرہ کو فوی طور پر معطل کریں۔ وقار گل اور ساجد اعوان نے واضح کیا کہ ایس۔ ایچ۔او کو ایسی تعلیمات دینے کا کوئی حق نہیں ہے جس سے کسی بھی طرح قادیانیوں کی خیر خواہی کا کوئی بھی پہلو نکلتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایس ۔ایچ۔او تھانہ صدر مانسہرہ کا یہ فحش اقدام مسلم اُمّہ کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے جسے کسی بھی طور برداشت نہیں کیا جاسکے گا‘‘۔(روزنامہ شمال ایبٹ آباد 11 مئی 1997ء صفحہ 1)

واقعی یہ قدم بڑا ’’فحش‘‘ اور ’’امت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی‘‘ کرنے والا ایک انتہائی ’’گھناؤنا‘‘ اور مکروہ فعل ہے۔ اگر ایس ۔ایچ۔او کے کہنے سے بائیکاٹ ٹوٹ جاتا تو یقیناً یہ اس صدی کا سب سے ’’غلیظ فعل‘‘ ہوتا۔ اسی لئے جمعرات کی شام تک مانسہرہ، ایبٹ آباد، ملتان اور ربوہ سے علماء کے وفود داتہ کی اس دور افتادہ بستی تک خدمت اسلام کے لئے سر کے بل اور پہلی فرصت میں پہنچ چکے تھے۔

عین اُسی وقت مانسہرہ رانا ہاؤس میں جماعت احمدیہ کے اہم عہدیداروں کا اجلاس بھی جاری تھا۔ اطلاعیں یہی تھیں کہ کل جمعہ کے بعد احمدی گھروں کے جلاؤ اور گھیراؤ کا پروگرام ہے۔ مرکز سے بھی رابطہ تھا کچھ خدام مکرم تاج محمد صاحب قائد صاحب داتہ کی قیادت میں رات کے اس اندھیرے میں پکّی خبر لینے کے لئے داتہ کے آس پاس بھی موجود تھے۔ تمام مشاورت اور آخری معلومات کی بناء پر یہی فیصلہ ہوا کہ خدام رات کی تاریکی میں دھیرے سے احمدی گھروں میں داخل ہوں اور تمام لجنہ، ناصرات، اور اطفال و خدام کو نکال لیا جائے اور چند انصار پیچھے رہ جائیں۔ وہ بھی حالات کی نزاکت کے حساب سے ایسے موقعہ پر ادھر اُدھر ہو جائیں اور کسی صورت مفسدین کا سامنا نہ کیا جائے۔ چنانچہ رات کے تین بجے قائد ضلع ہزارہ مکرم ڈاکٹر رانا منور صاحب کی قیادت میں تین گاڑیوں پر مشتمل قافلہ داتہ کی طرف روانہ ہوا۔ پہلی گاڑی کو رانا صاحب، دوسری کو رفیع تنولی صاحب اور تیسری کو کرنل داؤد صاحب چلا رہے تھے۔ داتہ سے کچھ دور ایک پہاڑی نالے کے اندر گاڑیوں کو چھپا دیا گیا۔ خاکسار اور کرنل داؤد صاحب گاڑیوں کے پاس رہے اور باقی خدام مکرم تاج محمد صاحب قائد داتہ کے پیچھے پیچھے سیدھے پہاڑوں پر عقبی طرف سے چڑھتے ہوئے گاؤں میں پہنچ گئے ۔صبح کے چار بج رہے تھے ۔ آہستہ آہستہ دروازہ کھٹکھٹاتے کرتے اور پھر انہیں پگڈنڈیوں پر بچوں، بچیوں کو اُٹھائے لجنہ کو ساتھ لے کر دھیرے دھیرے پہاڑوں سے نیچے اترنا شرع ہو گئے۔ فیصلہ تھا کہ آخری خادم کے لوٹ آنے تک کہیں کوئی شور نہیں ہوگا اور نہ کوئی گاڑی سٹارٹ ہوگی۔ دوستو آج اُس منظر کو سوچتا ہوں تو بے اختیار ان خدام کے لئے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھ جاتے ہیں جو رات کے اندھیرے میں بہت اونچے پہاڑوں سے احمدی اطفال و ناصرات کو اُٹھائے اور بوڑھی لجنات کے ہاتھ پکڑے نیچے اترتے تھے۔ ایک قافلے کو چھوڑ کر پہلی فرصت میں قلانچیں بھرتے پھر دوسرے قافلے کی تلاش میں پہاڑوں کی چٹانوں میں غائب ہو جاتے تھے۔ یوں اُدھر داتہ میں صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں تو اس گاؤں سے کچھ دور واقع ایک پہاڑی نالے سے تین گاڑیوں کے انجن بیدار ہوئے اور پھر یہ قافلہ مانسہرہ کی طرف مڑ گیا۔ گاڑیاں کم اور مسافر زیادہ تھے اس لئے اُس دن خدام ڈگی میں اور لجنہ و اطفال گاڑیوں میں تھے۔ مانسہرہ پہنچ کر خاکسار نے جلدی سے سب کے لئے چائے بنائی اور پھر ہم سب اپنے اللہ کے حضور سربسجود ہو گئے۔ مولوی جماعت کے ساتھ ساتھ ایس ایچ او صاحب کو بھی برا بھلا کہتے رہے۔ یوں اللہ نے اُن کی مت مار دی ۔اور صبح صبح پولیس نے مولویوں کو گرفتار کرلیا اور اُن کے سارے مفسدانہ پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے۔

## پشاور کی پولیس بمقابلہ ایبٹ آباد کی پولیس

خدا کی تائید اور پیارے آقا کی دعائیں سدا جماعت کے ساتھ رہتی ہیں۔ ہر لمحہ ہم نے خدائی مدد کے نظارے دیکھے ۔ اور ایسے حیران کُن کہ یقین نہیں آتا۔ ایک دن ہماری صدر لجنہ محترمہ عطیہ تنولی صاحبہ کے ایک غیر احمدی عزیز جو پشاور پولیس میں ایک بڑے عہدے پر تھے کسی سرکاری کام سے ہری پور آئے۔ اب کام ختم ہوا تو سوچا یہاں سے ستّر اسّی کلومیٹر دور ایبٹ آباد ہے چلو بہن کو بھی مل جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ 77 تنولی ہاؤس اپنی بہن کے گھر پہنچ گئے۔ بہن اندر کھانے کا بندوبست کر رہی تھیں۔ یہی وہ وقت تھا جب ختم نبوت ایبٹ آباد کی ہمراہی میں پولیس کی ایک بھاری نفری 77 تنولی ہاؤس کا گھیراؤ کرلیتی ہے۔ دراصل ختم نبوت والوں نے رفیع تنولی اور ظفر تنولی دونوں پر 298C کے الزام میں یعنی توہین رسالت کے تحت مقدمہ درج کروایا تھا جس کی سزا اُس وقت، موت اعلان ہو چکی تھی۔ اب پولیس پارٹی کا سربراہ گھر کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑے پولیس افسر کی گاڑی گیراج میں کھڑی ہے اور اس کا ڈرائیور موجود ہے تو ایک دم سے صورتحال بدل گئی۔ اب اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ جس ارادہ سے وہ لوگ آئے تھے اُسی طرح اور اسی طریقہ کے مطابق اس گھر میں داخل ہو کر گرفتاری ڈالتے۔ اُس نے اندر پیغام پہنچایا کہ سَر! ملنا چاہتا ہوں۔ اندر جا کر اپنے سینیئر کو صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ مولوی لوگ ساتھ ہیں اور اُن کو پتہ ہے کہ ملزمان اندر ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسا کرو سرِ دست عقبی طرف جو پہاڑوں کی طرف ہے وہ خالی کردو اور ان لوگوں کو دوسری طرف وہیں پر پندرہ بیس منٹ مصروف رکھو۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ عقبی طرف خالی ہوتے ہی دونوں خدام پہاڑی چڑھ کر دوسری طرف اُتر گئے اور پیچھے پولیس گھر میں آئی اور مولوی حضرات کو بتایا کہ دیکھو تمہارے سامنے تلاشی لی ہے وہ گھر میں نہیں ہیں۔ یوں اللہ نے پشاور کے غیر احمدی بندے کو ایبٹ آباد پہنچا کر ہمارے احمدی بچوں کی حفاظت فرمائی۔

وادی ہزارہ میں احمدی سپوتوں کی قربانیاں خوبصورت جنگلی گلابوں کی طرح جابجا پھیلی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب کا پُرسکون اور مسکراتا چہرہ، محمد احمد بھٹی صاحب (واپڈا آفیسر) کا حلیم، پُروقار سراپا، عزیز قادر صاحب آف مانسہرہ کی بھولی بھالی شخصیت۔ عزیز جہانگیری صاحب کا پُرتیقّن حلیہ، رانا مبشر صاحب جیسی مہمان نواز اور پُر بہار شخصیت۔ ٹوپی سے ہجرت کرکے آنے والے صاحبزادہ سلام صاحب اور رشید صاحب کی باغ و بہار شخصیات۔۔۔۔ یقیناً اس سرزمین میں جہاں کے باسیوں کے دل پتھروں سے بڑھ کر سنگلاخ ہیں تو وہیں احمدیت کے شجرہ طیبہ کی چھاؤں میں آنے والوں کی روحیں محبت و وفا کے میٹھے جھرنوں سے بڑھ کر دلفریب ہیں۔

اپنی یادداشت کے سہارے چند دوستوں کا مختصر سا خاکہ تحریر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی داستان عشق کے بہت سے صفحات باقی ہیں۔ انشاء اللہ یہ قرض کبھی نہ کبھی ضرور اُتاروں گا۔ خاکسار کو اس سرزمین میں نو سال تک خدمت دین کی توفیق ملی۔ خدمت کا حق تو ادا نہیں کر سکا لیکن وہ جیسے حضرت عبد الطیف بھٹائی کا سندھی شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مولا جب رہٹ چلتا ہے تو اس کے گول پہیے کے ساتھ مٹی کی گھاگریں بندھی ہوتی ہیں۔ وہ گھومتے ہوئے پانی میں جاتی ہیں اور باہر آ کر پانی انڈیلتی ہیں اور پھر پانی میں چلی جاتی ہیں۔ لیکن اس چکر میں بعض گھاگریں ٹوٹ جاتی ہیں صرف اُن کے سر اس رسّے کے ساتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں وہ بھی پانی میں جاتی ہیں اور باہر آتی ہیں لیکن کوئی پانی نہیں نکال سکتیں۔ تو حضرت عبدالطیف بھٹائی دعا کے رنگ میں کہتے ہیں کہ مولا اس ٹیم میں مجھے پتہ ہے کہ میں ٹوٹا ہوا برتن ہوں، زمیندار کے کسی کام کا نہیں۔ لیکن میری دعا ہے کہ میرا سر ضرور اسی رسّے کے ساتھ بندھا رہے اور میں بھی کاملوں کے ساتھ گھومتا رہوں ۔سو ہم نے بھی کچھ عرصہ ان اسیران راہ مولا کے دیس میں گزارا اور پھر پیارے آقا کے ارشاد مبارک پر صحرائے اعظم کے کنارے مغربی افریقہ میں آ وارد ہوئے۔ زندگی کے ان 27 سالوں نے یہی بتایا ہے کہ صحرا کے باسی ہوں یا پہاڑی وادیوں کے مکین جب امام الزمان علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوتے ہیں تو اپنے مولا کی اطاعت کے لئے پہاڑی آبشاروں کی طرح پُرجوش اور صحرا کی صبح کی بادِنسیم کی طرح روح پرور، ریت کی طرح نرم خُو مگر چٹانوں کی طرح صبر کے پہاڑ بن جاتے ہیں۔ اے اللہ تُو ان سب مومنین کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔(آمین)

☆...☆...☆

---

## بقیہ: گھانا میں احمدیت کے نفوذ کی چند جھلکیاں

.........از صفحہ نمبر2

### سورج نیّر سے باتیں کرنی چاہتا تھا

سورج نیّر (مولانا عبدالرحیم) سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ پیاس مجھ سے جنگ کر رہی تھی۔ پیاس بجھانے کی گولیاں جو میرے دوست مسٹر سکواجی مینجر کارخانہ ادویات بوٹس نے میرے ساتھ کر دی تھیں، اب کام نہ دیتی تھیں۔ قریباً غش کا سا عالم تھا۔ اور علاقہ ہمیر پور میں قصبہ ’’راٹھ‘‘ جاتے ہوئے کل پہاڑ نام مقام پر جس طرح مجھے غش آیا تھا اور جس طرح ’’روپڑ‘‘ سے واپسی پر ستلج عبور کرتے ’’راہوں‘‘ آتے ہوئے حالت تھی۔ (ہندوستان کے علاقے) وہی سماں تھا۔ مگر ہندوستان میں پانی مل سکتا تھا۔ شربت مہیا تھا۔ دودھ کی لسّی میسر تھی۔ اور پھر محمد یوسف نور کا ساتھ تھا۔ یہاں نہ کوئی میری سمجھ ہے اور نہ میں ان کو سمجھ ہوں۔ ترجمان he کی جگہ she اور she کی جگہ he بولتا ہے۔ اور بعض اوقات پورے طور پر مطلب نہیں سمجھتا۔ ایسی حالت میں غریب نیم برہنہ مسلمان مرد و عورتیں سفید آدمی کے دیکھنے کی غرض سے جمع تھیں۔ میرا دل ایک طرف رونے کو چاہتا تھا اور دوسری طرف غریب مسلمانوں کی محبت پر خوشی سے پُر تھا۔ شدت پیاس سے مجبور ہو کر سڑا ہوا، بدبو دار پانی پینے پر آمادہ تھا کہ ایک مسلمان ناریل توڑ کر اس کا پانی لایا۔ اور میں نے اللہ کا شکر ادا کر کے پی لیا۔ اور راستہ میں تین دفعہ ناریل کا تازہ پانی پی کر گزارہ کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

### صاحب! چائے نہیں۔ سالٹ پانڈ رہ گئی

غریب امیر کے شہر پہنچ کر جب ملازم سے کہا کہ چائے بناؤ اور چند منٹ اس امید میں صرف کئے کہ چائے اب آتی ہے۔ تو ملازم نے آ کر کہا:

صاحب Tea no maisa Saltpond left. چائے نہیں۔ سالٹ پانڈ رہ گئی۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ قلب کی کیا حالت تھی اور کس طرح اللہ اللہ کر کے رات کاٹی۔ صبح کو چھ میل پر کے ایک گاؤں سے چائے کا چھوٹا ٹین تین روپے میں خرید کر دیا۔ اور پانی کی مشکل رفع ہوئی۔

ان امور کے ساتھ اگر اس امر کو بھی شامل کر لیا جائے۔ قادیان سے روپیہ نہیں پہنچا۔ غریب دیہاتی کامل نظام نہ ہونے کے باعث اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ خرچ لنڈن سے زیادہ ہے۔ تو پھر میرے مشکلات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور میرا کام آسان نہیں۔ ہاں میں یہ کہنا

بھول گیا کہ بورنو کے ہاؤسا(Hausa)لوگ جومسلمانوں کے ایک طرح مذہبی حکمران رہے ہیں میری آمد کے مخالف اورمیرے مخالف ہیں۔

## الحمدللہ میں بہت خوش ہوں

الحمدللہ کہ میں بہت خوش ہوں۔باوجود ان مشکلات کے میں بہت خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کےفضلوں پر نازاں ہوں۔سردعیش وعشرت کے ملک سے رخصت ہو کر گرم سخت زندگی کی سرزمین میں کام کرنے پر رضا مند ہو کر بطیب خاطر یورپ سے افریقہ آ گیا اور اللہ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس ناچیز قربانی کو قبول کیا۔اوراس قلب کو جواس امر پر رضا مند ہے کہ اگر جان بھی جائے تو کیا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دیکھ لیا۔میں نے ان ایام میں حضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی۔اور پھر سیدنا مسیح پاکؑ کو دیکھا۔اور حضرت خلیفہ اول و خلیفہ ثانی کی زیارت کی۔مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ ،شیخ اسمعیل صاحب سرساویؓ ، اخویم قاضی عبداللہ صاحبؓ ،عزیز الدین صاحبؓ لنڈن اور عبد السلام خلف حضرت خلیفہ اولؓ کو دیکھا اور ان سب کے علاوہ حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔یہ سب رؤیا ،مبشر اور ان مشن کی قبولیت پر دال ہیں اور الحمدللہ کہ میں اس عزت پر خوش ہوں۔

## Ekrawfo میں دوسرا جلسہ
## 18 مارچ 1921ء

18 مارچ کو دوسرا جلسہ اکرافو( Ekrawfo)میں قرار پایا تھا۔اور پنجشنبہ ( جمعرات ) کی شب سے جلوس آنے اورمیرے مکان ( جوسرخ پردوں سے دیہاتی طرز پر آراستہ ہے ) کے سامنے سے گزرنے شروع ہوئے۔ہر جلوس کے ساتھ ایک جھنڈا اور نعت پڑھنے والے ہیں۔نعت پڑھنے والے **صل علیٰ محمد سیدنا محمد صل علیٰ محمد سیدنا محمد** اپنے افریقی لہجہ و ادا میں عجیب طرح جسم ہلا کر پڑھتے ہیں۔مگر یہ منظر قابل دید اورنہایت سرور پیدا کرنے والا تھا۔حضور میرے قلب میں تو تعریف الٰہی کی نہریں جاری تھیں۔میں اپنی سابقہ وموجودہ حالت پر غور کرتا، اپنی حیثیت و اپنے علم کو دیکھتا اور اپنے آپ سے سوال کرتا کہ یہ مجمع اور جلوس کس لئے ہیں؟لوگ عمدہ عمدہ لباس پہن کر کیوں آتے ہیں ؟رسول اللہ ﷺ کی نعت کیوں پڑھی جاتی ہے؟ان سوالات کا جواب ایک نہایت دل لبھانے والی دھیمی دلربا آواز نے بالفاظ ذیل دیا۔

’’تمہاری آمد کی خوشی پر میری آمد ہاں ہاں تمہاری آمد پر۔آنسوؤں کی بوچھاڑ اور زبان کی تیز حرکت کے ساتھ مغرب سے طلوع ہونے والے نیّر نے جلوس کے ساتھ **صل علیٰ محمدٍ سیدنا محمدٍصل علیٰ محمدٍ سیدنا محمدٍ** پڑھا اور مسیح موعود اور اس کے مقدس خلفاء پر سلام بھیجے۔

یہاں پر یہ لکھ دینا بے محل نہ ہو گا کہ راستہ میں ایک گاؤں کے مسلمان مردوں اورعورتوں نے نعتیہ جلوس نکالا او رمجھے حلقہ میں لئے صل علیٰ محمدٍ پڑھتے اور ناچتے ہوئے اپنے گاؤں کے سردار کے پاس لے گئے۔جہاں ترجمان کی مدد سے میں نے اس پر سردار کو تبلیغ کی۔اور اس اظہار اخلاص کے طور پر ملاقات بازدید کی اور پانچ شلنگ کی نذر پیش کی۔یہ چھوٹا سا واقعہ ہے۔مگران مسلمانوں کی محبت کا اظہار کرتا ان کے قلب کی حالت بتا تا اور ان کے نیم برہنہ ہو کر گانے اور ناچنے کی جاہلانہ قابل اصلاح رسم کا انکشاف کرتا ہے۔آہ کام بہت۔وقت کم۔آدمی کمیاب ہیں۔ہر جگہ خرچ کی ضرورت۔دل چاہتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ کا نام لینے والے یہ غرباء اپنے پڑوسی عیسائیوں کی طرح تعلیم یافتہ خوشحال اور مہذب ہوں۔

## ایک ہزار کا جلسہ

ساڑھے گیارہ کی صبح میرے مکان کے سامنے چوک میں قریباً ایک ہزار مخلوق خدا کا مجمع تھا۔بعض 40اور 50 میل سے چل کر آئے تھے۔نقیب کی آواز پر محمد رسول اللہ کے بروز مسیح موعود کا ادنیٰ غلام سبز پگڑی اور لمبا چغہ پہنے حضرت بلالؓ کے ہموطن اور ہمرنگ لوگوں کے مجمع میں پیغام حق سنانے کے لئے اپنی فرودگاہ سے اترا اور سر جھکا کر ادب سے کھڑے ہوئے۔امراء وعوام کو السلام علیکم کہہ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔اور سورۃ جمعہ کی تلاوت کر کے انبیاء خلفاء کے کام بتا کر ( جیسا کہ منصب خلافت میں ہے )مسیح موعود کی آمد اور فینٹی لوگوں پر اللہ کے فضل کا اظہار کیا اور ان کو دعوت دی کہ وہ مع اپنے کل متبعین جماعت احمدیہ میں شامل ہوجائیں۔اور خلیفہ ثانی کا قائمقام ہونے کی حیثیت سے میں جو اصلاحات چاہوں ان پر توجہ کریں۔ساڑھے گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک تقریر رہی اور ترجمان نے خوب حق ترجمانی ادا کیا۔جزاہ اللہ۔ اسکے بعد خطبہ جمعہ میں جو انگریزی میں پڑھا گیا اور جس کا ترجمہ ترجمان نے ساتھ ساتھ کیا تقریر کو جاری رکھا گیا اور ضروری نصائح کے ساتھ تبلیغ حق اور رسومات کی اصلاح اور سچی مسلمان بننے کی ہدایت کی۔

## مجوزہ اصلاحات

ان غریب مسلمانوں کی ہر بات قابل اصلاح ہے۔نماز میں اصلاح کی ضرورت ہے۔عادات میں اصلاح کی ضرورت ۔شادی و مرگ کی رسومات قابل اصلاح ہیں۔علیم طرز زندگی بدلنے کے قابل ہیں۔مگر یہ سب باتیں آہستگی کے ساتھ ہونگی اور میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اصلاحات تو بہت ہیں جو آپ لوگوں کو کرنی ہوں گی۔مگر سردست میں ذیل میں چند باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔اور وہ یہ ہیں۔

1۔آپ لوگوں کے رخساروں پر جو صلیب کا نشان بچپن میں چاقو سے گودا جاتا ہے جو چہرے کو خراب کرتا اور پھر غلامی وعیسائیت کی علامت ہے اسے ترک کیا جائے اور آج کی تاریخ سے تمام فینٹی مسلمان بچوں کا چہرہ اس نشان سے پاک ہو( واضح رہے کہ مغربی افریقہ کی تمام سیاہ فام اقوام اپنی اپنی قوم کی علامت رکھتی ہیں اور بعض رخساروں پر = بعض کے رخساروں پر III اور بعض کے دوسری قسم کے نشانات بنائے جاتے ہیں۔)

2۔آئندہ تمام فینٹی لڑکوں کا ختنہ کیا جائے اور میں انشاء اللہ لیگوس( نائیجیریا) سے ختنہ کرنے والا آدمی بھجواؤں گا۔

3۔عورتیں چھاتیاں ننگی نہ رکھیں۔

4۔مرد جسم کے نچلے حصے پر کوئی لباس پہنیں۔

5۔آپس میں السلام علیکم اور وعلیکم السلام کے سوا اور سلام کی ضرورت نہیں۔

6۔گھٹنوں کے بل جھک کر آئندہ کسی کو سلام نہ کیا جائے۔

## چار ہزار احمدی اور اصلاحات کا نفاذ

تقریر کے خاتمہ پر میں نے امیر اور ان کے اعضاو عوام کو دعوت دی کہ وہ بیعت کا تار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوائیں اور اصلاحات کے نفاذ کا فیصلہ کریں۔نیز ایک ہزار پونڈ جمع کر کے سالٹ پانڈ میں دار التبلیغ بنائیں۔بچوں کی تعلیم کے لیے مدارس کھولیں۔ مرکزی مشن کی مدد کریں اور آئندہ ہر شخص ماہوار چندہ مقرر کرے۔میرے اس مطالبہ کے جواب میں امیر نے کہا کہ بعد مشورہ جواب دیں گے۔چنانچہ دوسری صبح کو Concil of elder مجلس کبریٰ نے فیصلہ کیا کہ ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ہم مشن کے لیے شکر گزار ہیں۔ہم غرباء دعا کے محتاج ہیں۔ہمیں اسلام سکھلایا جائے۔(2) تمام اصلاحات کے لئے حکم کی تعمیل کرتے ہیں (3) حسب ارشاد حتی الوسع چندہ جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

میں نے اس فیصلہ پر امیر اور اس کے رءوساء کا شکریہ ادا کیا۔ان کے لیے دعا کی۔اور مغربی افریقہ احمدیہ مشن کی طرف سے ایک خاص آدمی نو احمدیوں کی مردم شماری پر مقرر کر دیا۔اور مشن کی طرف سے ختنہ کرنے والا آدمی بھی عنقریب انشاء اللہ مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ایک عربی دان لڑکے کو جو تھوڑی عربی بولتا ہے دین سکھانے اور انگریزی پڑھانے کے لیے ساتھ لے لیا۔احباب کرام دعا کریں کہ یہ سیدھے سادے غریب نو احمدی 20 ہزار دیگر فینٹی غیر مسلموں اور کل گولڈ کوسٹ کے 15 لاکھ باشندوں کے لیے راہ ہدایت دکھانے کا موجب ہوں۔

## امیر مہدی آپاہ سے رخصت ۔ان کی ایک رؤیا کا بیان

بوڑھا امیر مہدی ( چیف مہدی آپا وفات اکتوبر 1925ء ) مجھے رخصت کرتے وقت رویا۔اور کہنے لگا کہ ہماری غربت اور مفلسی ہمارے راستہ میں رکاوٹ ہے۔ہم جو چاہتے ہیں وہ کر نہیں سکتے۔میں نے تسلی دی اور کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح انشاء اللہ اپنی اس دور افتادہ جماعت کی تعلیم وتربیت کے لیے مناسب سامان کریں گے۔اور احمدی جماعت اپنے ان افریقین بھائیوں کی دستگیری میں پوری کوشش کریں گی۔یہ شخص باخدا آدمی ہے۔اور جس قدر اسلام کے نام لیوا ارض فینٹی میں موجود ہیں وہ سب اسی کی سعی وتبلیغ کا نتیجہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس سعید روح کے مخلصانہ فعل کو پسند کیا اور حضرت مہدیؑ کا پیغام اس تک پہنچا دیا۔اور پھر اسے قبول کرنے کی توفیق دی جس پر وہ بہت خوش ہے۔**جس روز میں سالٹ پہنچا۔امیر مہدی بیان کرتے ہیں کہ اسی شب انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ ان کے کمرے میں داخل ہوئے ہیں۔**

## رءوساء کے پیغام اور عباسا (Enyen Abasa) میں قیام

اکرافو( Ekrawfo) کے قریب ایک بڑا مابین یعنی رئیس اعظم رہتا ہے جو افریقین بت پرست ہے۔اس کی طرف سے پیغام آیا کہ جب آپ دوسری دفعہ آئیں تو مجھے ملیں اور تبلیغ کریں۔ایک اور گاؤں عباسا نام اکرافل کے قریب ہے۔وہاں کے رئیس کا خط اور سواری جسے ہمیک (Hammock) کہتے ہیں اور جو چار آدمی سروں پر اٹھاتے ہیں آئی۔

( نوٹ: آجکل اس سواری کے لئے ایک اور لفظ palanquin مستعمل ہے۔اُس دور میں اس لفظ و سواری کا استعمال تھا۔دلہن کی پالکی،ڈولی یا ہودج طرز کی یہ سواری ہے جسے چار یہ چھ آدمی لمبے لمبے بانسوں پر کندھوں پر اٹھاتے ہیں اور درمیان میں ایک یا دو شخص بیٹھ سکتے ہیں جو لکڑی اور کپڑے کی مدد سے ہوادار ہوتی ہے۔یہ روایت آج بھی برصغیر اور اور بعض افریقی علاقوں میں موجود ہے۔مرتب۔)

اس گاؤں کے مسلمانوں نے رئیس کو آمادہ کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ہاں بلائے۔چنانچہ میں وہاں گیا اور رئیس نے جلسے کا انتظام کیا۔اور بت پرست مسیحی ویزلین (Wesleyan Methodist Church) جن کا یہاں مضبوط گرجا ہے تقریر سننے کے لیے آئے۔میں نے اسلام کے اصول بیان کئے۔مجھ سے درخواست کی گئی۔کہ میں اوامر ونواہی بیان کروں۔شادی غمی کے احکام سناؤں۔ چنانچہ ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ سلسلہ سوالات و جوابات جاری رہا اور گاؤں کے سربراہ اور لوگوں نے میرے پیغام کو غور سے سنا۔

اکرافل میں روانگی سے قبل دو بت پرستوں نے اسلام قبول کیا اور عباسا میں وہاں کے ایک رئیس نے جس کا مکان عالی شان اور جس کے مکان میں اندرون افریقہ کا ایک گاؤں تصور کرتے ہوئے۔نہایت ہی پر تکلف اور اعلیٰ درجہ کا سامان مثل میز،مسہریاں،لیمپ موجود تھا۔ سوالات کا جواب سننے کے بعد مجھے ایک رات اپنے مکان پر ٹھہرایا اور قبول اسلام کیا۔یہ شخص پہلے عیسائی تھا اور ویزلین چرچ سے تعلق رکھتا تھا۔انگریزی بول سکتا ہے۔میں نے اکرافل کے دونو مسلموں کا نام محمد اور عبد اللہ رکھا۔اور عباسا (EnyanAbasa) کے رئیس کو عبد الرحیم ہیفورڈ کے نام سے موسوم کیا۔عباسا میں دو بت پرست عورتیں بھی مسلمان ہوئیں۔ان کا نام کلثوم اور فاطمہ رکھا گیا۔اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عباسا کا چیف بھی انشاء اللہ اسلام قبول کرے گا۔

سالٹ پانڈ میں آنے پر کل ایک شخص نے اعلان اسلام کیا اور اس کا نام بلال Bilal رکھا گیا۔اَللّٰھُمَّ زِدْفَزِدْ۔بہت لوگ زیر تبلیغ ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہے تو اس ملک میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں روزانہ ہوگی۔

## افریقہ میں اسلام اور سخت جدوجہد کی ضرورت

ہندوستان اور دنیا کے مسلمان اس شخص کی شہادت کو صحیح سمجھیں۔جو ساحل افریقہ پر میدان عمل میں بیٹھ کر اور واقعات پر نظر ڈال کر کہہ رہا ہے اور یقین کریں کہ مسیحی مشنریوں کا شور کہ اسلام افریقہ میں بہ سرعت تمام پھیل رہا ہے محض مسیحی ممالک کو مشن بھیجنے اور روپیہ دینے پر آمادہ کرنے اور مسلمانوں کو غفلت میں رکھنے کی غرض سے ہے۔اصل حالت یہ ہے کہ علم،عزت،دولت وثروت سرکاری عہدے سب عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ہر گاؤں میں گرجا اور مسیحی واعظ اور مسیحی جماعت ہے۔اور مبلغین مسیح ہر ذریعہ سے جاہل وتعلیم یافتہ بت پرست کو مسیحی بنا رہے ہیں۔مسلمانوں کے جن لڑکوں نے تھوڑی انگریزی پڑھی ہے وہ سب عیسائی ہیں ۔سیر الیون۔ گولڈ کوسٹ اور نائجیریا میں ایک بھی مسلمانوں کا ایسا مدرسہ نہیں جس میں عربی اور انگریزی کی تعلیم ہو۔مسلمان تعلیم کی ضرورت کی طرف متوجہ نہیں۔انگریزی کفر اور کافروں کی زبان ہے۔اب یا تو کوئی بچہ بھی انگریزی نہ پڑھے اور جاہل رہ کر عیسائیوں کے مقابلہ پر ذلیل زندگی بسر کرے ۔یا اگر پڑھے تو واقعی کافر بن کر پڑھے۔اور مسلمانوں کی جہالت،بدرسومات اور افلاس ان کو نہ صرف عیسائیوں کی نظر میں ذلیل کر رہی ہیں بلکہ تعلیم یافتہ بت پرست بھی ان کو اور ان کے مذہب کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔لہٰذا یہ غلط ہے کہ اسلام افریقہ میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عیسائیت کا ہر جگہ غلبہ ہے۔البتہ یہ امر ایک بالکل صحیح ہے کہ نئی تعلیم نے تعلیم یافتہ مسیحی کو حق کا شایق بنا دیا ہے۔اور تعلیم یافتہ مسیحی

افریقین بھی یورپین مسیحی کی طرح بہتر مذہب کا متلاشی ہے۔خلاصہ کہ افریقہ میں جو کچھ بھی اسلام ہے وہ خطرہ میں ہے۔اس کی حفاظت سچے مسلمانوں اور محمد عربی ﷺ کے اسم مبارک سے محبت رکھنے والوں کا اہم فرض ہے۔اور اس حفاظت کے ساتھ اشاعت کے لئے بھی واقعی تعلیم یافتہ عیسائیوں اور ہر طبقہ کے بت پرستوں کے درمیان بہت بڑا میدان ہے۔

پس ضرورت ہے کہ سفید رنگ، عمدہ صحت رکھنے والے نوجوان جو بھوک پیاس کی پروا نہ کریں اور جن کو اللہ کے راستہ میں جان تک دینے میں دریغ نہ ہو افریقہ میں حفاظت واشاعت اسلام کے لئے حضرت خلیفہ ثانی (رضی اللہ عنہ) کے حضور درخواستیں بھیجیں۔جو لوگ میری اس شہادت اور اپیل کے بعد باوجود استطاعت اس طرف توجہ نہ کریں گے وہ یاد رکھیں کہ روز قیامت وہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے ذمہ دار ہوں گے۔اور ہر مسلمان بچہ جو مسلمان کہلا کر جاہل رہے گا اور بت پرستوں کی طرح بے ختنہ اور برہنہ پھرے گا اور ہر مسلمان تعلیم یافتہ جو عیسائی رہے گا۔یا ہر عیسائی جو باوجود اسلام لانے پر آمادہ ہونے کے اسلامی مشن کی کمزور حالت کے باعث اسلام نہ لائے گا۔ان سب کا عذاب ان کی گردن پر ہوگا۔کاش! سیاسیات کے انہماک کی نسبت نصف توجہ بھی اسلام کی طرف کی جاتی۔

میں جہاں جاتا ہوں، فقہ کے مسائل، شادی ومرگ کی رسومات واحکام اور حلال وحرام پر سوالات ہوتے ہیں اور لوگ کہنے لگے ہیں ہم کو صحیح اسلام نہیں سکھایا گیا۔مگر میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ غریب ہاؤسا (Hausa) لوگوں نے اخلاص ومحبت سے جو کچھ جانتے تھے سکھایا۔ان کا بھی شکریہ ادا کرو اور نیا علم جو آسمان سے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ بھیجا ہے اسے سیکھو۔

## عالم تنہائی کی ساحل سمندر پر جا کر دعائیں!

اس عالم تنہائی میں جب کہ ایک طرف کام کا بوجھ کندھوں پر ہے۔اور تفکّرات کے اونچے پہاڑوں پر سے ہے۔قصر مقصود بلند کلمہ کوہ پر نظر آتا ہے۔سوائے دعا کوئی سہارا نہیں۔میں اکثر سالٹ پانڈ کے گستاخ کنارہ پر (جہاں شوخ لہریں بلیّوں اوچھل کر ریتلے ساحل کے ساتھ کبڈی اور لال پکی کھیلتی رہتی ہیں اور جن کے کھیل کو گولڈ کوسٹ کے سیاہ فام کامل برہنہ تیراک گاہ گاہ کالے دیوؤں کی طرح سفید پریوں کے مجمع میں کود کر ایک آن کے لیے درہم برہم کرتے ہیں) جا بیٹھتا ہوں اور اپنے محسن اپنے اعزاء اپنے احباب کو سمندروں کے پار ہند میں جزائر میں رہنے والوں کو یاد کر کے خیر کا سائل ہوتا ہوں۔اور پیارے (حضرت) مولوی غلام رسول راجیکیؓ کی جھوک ایسی جگہ جہاں اسے کوئی نہیں سمجھتا خوب مزا دیتی ہے۔اور میں جو کچھ شوق سے اور رقّت سے پڑھتا ہوں وہ حسب ذیل ہے:

کون کوئی ہووے جاوے دیس رسُول دے
حال سناوے جیہڑا اَگے مقبول دے
کرم دی نظر اک لوڑاں سرکار دی
مَیں بھی ہاں بندی اک ایس دربار دی
سب گناہیاں وِچوں وڈّی بدکار مَیں
حال نہ کوئی کویں لنگھاں گی پار مَیں
کون نی سیّو میرے دُکھڑے وَنڈے نِی
درداں دے سُول چھبن دکھاندے کنڈے نی
کوکاں پئی تتّی میں تاں کنڈھے اورار دی
ہوئی اُداسن جیویں کونج پہاڑ دی
ٹھُہلیں مہانیاں کدے بیڑا ضرور وے
پار لنگھا دیں مینوں پہلڑے پور وے
دیر نہ ہووے کرنی عرض منظور وے

(جھوک مہدی والی، از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ) (از الفضل قادیان 19/مئی 1921ء)

........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

## بقیہ: نماز جنازہ حاضر وغائب از صفحہ نمبر 8

16 مارچ 2018ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، بہت نیک اور باوفا انسان تھے۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔2010ء کے سانحہ لاہور میں مسجد بیت النور میں موجود تھے اور وہاں زخمیوں کی خدمت بجالاتے رہے۔جوہر ٹاؤن لاہور میں زعیم انصار اللہ اور کوئٹہ میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کے علاوہ ربوہ میں دفتر صدر عمومی میں خدمت کی توفیق پائی۔

**9-مکرم چوہدری صادق علی ہندل صاحب (بہلول پور۔حال لاہور)**

6 فروری 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔سیالکوٹ کے ایک زمیندار گھرانہ سے تعلق تھا۔15 سال کی عمر میں ایک خواب کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد برٹش آرمی میں بھرتی ہو گئے اور جنگ عظیم دوم کے دوران مختلف ملکوں میں مقیم رہے۔صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے، مہمان نواز، ایک نیک، دیانت دار، صابر وشاکر اور اطاعت گزار انسان تھے۔خلافت کے ساتھ بہت عشق کا تعلق تھا۔

**10-مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ (واہ کینٹ)**

19 اپریل 2018ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔صوم صلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔کامرہ میں چھ سال صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

**11-عزیزم فاران عابد (وقف نو) ابن مکرم زاہد عابد صاحب (مربی سلسلہ۔کینیڈا)**

30 جون 2018ء کو 2 سال کی عمر میں وفات پا گیا۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔وقف نو کی تحریک میں شامل تھا۔ ایم ٹی اے پر آنے والی تمام نظموں خصوصاً جن میں حضور انور کی تصویر ہوتی، انہیں بہت شوق سے دیکھتا اور سنتا تھا۔سورۃ فاتحہ بہت حد تک یاد تھی اور اذان کے الفاظ بھی بولنے کی کوشش کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

..........................

...مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 28/جولائی 2018ء بروز ہفتہ 12 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب (پٹنی۔یوکے) اور مکرمہ سلمیٰ بیگم صاحبہ (سلاؤ۔یوکے) **کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

### نماز جنازہ حاضر:

**1-مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب (پٹنی۔یوکے)**

24 جولائی 2018ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1940ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی اور خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔چک نمبر 151 ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ میں قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔1974ء کے حالات میں بہت ثابت قدم رہے۔نمازوں کے پابند، اطاعت گزار، مہمان نواز، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق تھا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

**2-مکرمہ سلمیٰ بیگم صاحبہ (سلاؤ۔یوکے)**

26 جولائی 2018ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے چک نمبر 26 میں اپنے گھر میں نماز سنٹر قائم کیا جو تا حال قائم ہے۔اسی طرح سلاؤ میں مسجد کی تعمیر کے لئے ایک بڑی رقم عطیہ کے طور پر پیش کرنے کی توفیق پائی۔بہت نیک، دعا گو، صوم وصلوۃ کی پابند ایک مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹے اور دس پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

### نماز جنازہ غائب:

**1-مکرم میاں جاوید عمر چغتائی صاحب (ساہیوال)**

27 مارچ 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو ساہیوال شہر میں صدر جماعت اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے علاوہ نائب امیر اور امیر ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔مرحوم سادہ لوح، مہمان نواز، سب کا احترام کرنے والے، شائستہ عادات واطوار کے مالک ایک نیک انسان تھے۔

**2-مکرم عزیز الحق صاحب (شاہ تاج شوگر ملز۔منڈی بہاؤالدین)**

18 اپریل 2018ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو قائد مجلس شاہ تاج شوگر ملز، قائد ضلع گجرات، قائد علاقہ گوجرانوالہ، ناظم انصار اللہ ضلع منڈی بہاؤالدین،، ناظم اعلیٰ انصار اللہ گجرات اور تادم وفات نائب امیر ضلع منڈی بہاؤالدین خدمت کی توفیق ملی۔شاہ تاج شوگر ملز میں بطور جنرل منیجر پروڈکشن کام کر رہے تھے۔مرحوم بہت متحمل مزاج، صائب الرائے، صاف گو، اور معاملہ فہم انسان تھے۔خلافت سے کامل وابستگی، وفا اور اطاعت کا گہرا تعلق تھا۔

**3- مکرم ماسٹر رحیم بخش صاحب (ربوہ)**

19 جنوری 2018ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، چندہ جات میں باقاعدہ، مہمان نواز، نہایت ایماندار اور نیک انسان تھے۔قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ سیکرٹری مال اور صدر جماعت شہر سلطان کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔

**4-مکرم انجینئر مبشر احمد صاحب ناصر (فلاڈیلفیا۔امریکہ)**

28 مئی 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ محترم میاں جلال الدین صاحب مرحوم کے پوتے اور بابو عبدالرحمٰن صابر صاحب مرحوم المعروف سنگر مشین گوجرانوالہ کے بیٹے تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے انجینئر تھے۔1974ء کے فسادات میں مخالفین نے آپ کے والد کی دکان اور گھر جلا دیا تھا۔لیکن آپ اور آپ کے خاندان نے ان حالات کا بڑے صبر وحوصلہ سے مقابلہ کیا۔گزشتہ 13 سال سے فلاڈیلفیا میں مقیم تھے۔صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، نیک سیرت، سادہ مزاج اور پرہیز گار انسان تھے۔خدمت خلق اور توکل علی اللہ آپ کی شخصیت کے نمایاں وصف تھے۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**5-مکرمہ بی فاطمہ بی صاحبہ اہلیہ مکرم سی محمد کویا صاحب (جماعت لکشدیپ کلپینی۔بھارت)**

4/اگست 2017ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔خاوند کے قبول احمدیت کی وجہ سے آپ کے گھر والوں نے بہت اکسایا کہ میاں کا گھر چھوڑ کر واپس آ جائیں لیکن آپ احمدیت پر اللہ کے فضل سے ثابت قدم رہیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، جماعت سے خاص تعلق رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عبد الرحمٰن کویا صاحب صدر جماعت ہیں اور لمبا عرصہ گیمبیا میں زندگی وقف کر کے جماعت کے ہسپتال میں بطور ڈینٹسٹ خدمت بجا لا چکے ہیں۔اسی طرح ایک بیٹی مکرمہ مبارکہ بی صاحبہ ضلعی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

**6-مکرم محمد عمران اسلم صاحب ابن مکرم حاجی ملک محمد اسلم اعوان صاحب۔سابق صدر جماعت دھرکنہ بوچھال کلاں۔چکوال**

22 مئی 2018ء کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے خاندان کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ملک حسن دین صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔مجلس دھرکنہ میں قائد مجلس کے طور پر خدمت کی توفیق پائی بہت عاجز، متوکل علی اللہ، صابر وشاکر نیک اور مخلص انسان تھے۔چندوں میں باقاعدہ تھے۔ڈیڑھ سال سے بعارضہ کینسر بیمار تھے اور تکلیف دہ بیماری کا مقابلہ بڑے صبر کے ساتھ کرتے رہے۔مرحوم موصی تھے آپ کے اولاد نہیں تھی۔پسماندگان میں اہلیہ یادگار چھوڑی ہیں۔

**7-مکرم شاہ محمد گوندل صاحب (ربوہ)**

8 مئی 2018ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔1968ء میں بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔آپ کا تعلق چنیوٹ کے ساتھ ایک گاؤں دولت پور سے تھا۔قبول احمدیت کے بعد کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جنہیں بڑے صبر وحوصلہ کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ربوہ شفٹ ہونے کے بعد مختلف محلہ جات میں متعدد عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔آپ کی تبلیغ سے تین بھائیوں اور والدہ نے بھی احمدیت قبول کی صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو بزرگ انسان تھے۔مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔

**8-مکرمہ فاخرہ نظیر چٹھہ صاحبہ بنت مکرم احمد دین صاحب (حیدر آباد۔سندھ)**

گزشتہ دنوں 59 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔غیر از جماعت لوگوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔

**9-مکرم محمد مبشر احمد صاحب ابن مکرم منظور احمد صاحب (چک نمبر 275 رب کرتار پور ضلع فیصل آباد)**

8 جنوری 2018ء کو 40 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔نماز باجماعت کے پابند، دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بہت کم گو اور شریف النفس انسان تھے۔مسجد کی صفائی ان کا معمول تھا۔مالی طور پر کمزور ہونے کے باوجود چندوں میں باقاعدہ تھے۔

**10-مکرمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یوسف صاحب مرحوم سابق کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ**

25 مئی 2018ء کو 54 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، غریب پرور بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بچوں کی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹوں کے علاوہ دو پوتے اور ایک نواسا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم شان احمد صاحب سابق پہرے دار قصر خلافت ربوہ کی ہمشیرہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆...☆...☆

## بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2018ء

... ... ... ... ... ...از صفحہ نمبر 20

نیز فرمایا:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اور اِس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔‘‘

(اشتہار 30/ دسمبر 1891ء۔ آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-353)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس للّٰہی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دردِ دل کے ساتھ دعائیں کیں۔ چنانچہ اپنے اشتہار 7/ دسمبر 1892ء میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما وے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار 7/ دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 342)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہدایات کی روشنی میں خلافتِ احمدیہ کے سائے تلے محض دینی اغراض کی خاطر آج سینکڑوں ممالک میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے ہیں۔ خلافتِ احمدیہ کے انگلستان میں قیام کی بدولت جلسہ سالانہ برطانیہ کو ایک مرکزی جلسہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی جلسہ ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے۔ گزشتہ بارہ سالوں کی طرح امسال بھی اس بابرکت جلسہ کا انعقاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری سے 208/ ایکڑ رقبہ پر محیط انگلستان کی کاؤنٹی ’’Hampshire‘‘ کے قصبہ آلٹن کے علاقہ میں واقع Oakland Farm پر ہوا۔ اس جگہ کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء میں ’’حدیقۃ المہدی‘‘ عطا فرمایا تھا۔ 2006ء سے حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

اس جلسہ میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی و دیگر مہمانان شرکت کرتے ہیں۔ اس وسیع رقبہ کا 95 فیصدی حصہ کھلے میدان کی صورت میں ہے۔ انگلستان کے موسم کے پیشِ نظر یہاں پر اتنے بڑے جلسے کے انتظامات کرنا گویا چالیس ہزار کے قریب افراد کے لئے ایک عارضی شہر کو بسانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ ہزاروں کی تعداد میں احمدی رضا کاران جلسہ کے مقررہ دنوں سے بہت پہلے کام شروع کرتے ہیں اور موسم کی شدّت کے باوجود دن رات ایک کر کے اس عارضی شہر کے قیام کے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ان رضا کاران میں برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی رضا کاران محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کشاں کشاں حدیقۃ المہدی پہنچتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی گزشتہ سال کی طرح جماعتِ احمدیہ کینیڈا کی جانب سے ایک سوتیس خدام پر مشتمل ایک وفد خاص طور پر وقارِ عمل کے جذبہ کے ساتھ وقفِ عارضی کر کے برطانیہ پہنچا ہے جو کہ وائینڈ اَپ کا کام کر رہے ہیں۔

جلسہ گاہ میں شاملینِ جلسہ کے لیے مردانہ جلسہ گاہ، زنانہ جلسہ گاہ، خیمہ جات طعام، مختلف دفاتر اور یہاں رات بسر کرنے والوں کے لیے رہائشی خیمہ جات قائم کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے والے رضا کاران اپنے اپنے شعبہ کے لحاظ سے جلسہ سے پہلے سے لے کر جلسہ کے اختتام کے بعد تک مصروفِ کار دکھائی دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا جلسہ کی تیاری کے آغاز سے لے کر وائنڈ اپ کرتے ہوئے اس جگہ کو اپنی پہلی حالت میں واپس لے جانے کا یہ تمام تر عمل 28/ روز کے اندر اندر مکمل کرنا ہوتا ہے۔

اس احاطہ پر موجود sheds میں چند سال قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی اور دعا کی بدولت ایک مستقل کچن کے علاوہ لبنان سے خرید کردہ ایک روٹی پلانٹ نصب کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے ایام میں یہاں مہمانوں کے لئے معیاری اور لذیذ کھانا تیار کرنے کا کام بخوبی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امسال حضورِ انور کی رہنمائی کے باعث جہاں اس شعبہ میں وسعت پیدا ہوئی وہاں روٹی کے معیار اور کھانا پکانے کے لحاظ سے بہت بہتری دیکھنے میں آئی۔ اس کچن میں سینکڑوں رضا کاران روزانہ پینتیس سے چالیس ہزار افراد کا کھانا دو وقت تیار کرتے رہے جبکہ جلسہ گاہ میں قیام پذیر احباب و رضا کاران کے لئے ناشتہ کا انتظام بھی کیا جاتا رہا۔ لبنان سے منگوائے گئے اس روٹی پلانٹ پر یومیہ ایک لاکھ سے سوا لاکھ روٹی تیار کی جاتی رہی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

امسال اس جلسہ سالانہ کے لیے جمع ہونے والے 38 ہزار 510 سے زائد شاملین کا تعلق دنیا کے 115/ ممالک سے تھا۔ اکنافِ عالم سے اکٹھے ہونے والے احمدیوں میں مختلف قومیتوں، رنگ و نسل، عمر اور طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ یہاں پہنچنے والے احمدیوں نے جن میں عمر رسیدہ بزرگ، نوجوان، خواتین حتیٰ کہ معذور اور شیر خوار بچے بھی شامل تھے اور یہ لوگ سفر کی مشکلات برداشت کر کے یہاں پہنچے تھے، اپنی آنکھوں کو اپنے پیارے امام کے دیدار سے ٹھنڈا کیا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں، زیارت، ملاقات، خطابات اور نظرِ کرم سے خوب خوب حصہ پایا۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے منتظمین و رضا کاران کو ہر مرحلہ پر نصائح اور رہنمائی سے نوازتے ہیں۔

.........................

## معائنہ انتظامات

اس جلسہ کے انتظامات کے لئے پلاننگ وغیرہ کے کام سالِ گزشتہ میں منعقد ہونے والے جلسہ کے کچھ دیر بعد ہی شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ کچھ شعبہ جات سارا سال کام کرتے ہیں۔ کچھ شعبہ جات اس جلسہ کے آغاز سے چند ماہ قبل اپنے کام کا آغاز کرتے ہیں، جبکہ وقارِ عمل کے ذریعے سے جلسہ گاہ میں مارکیوں کو لگانے، سڑکیں بنانے وغیرہ کا کام چند ہفتے قبل شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حسبِ روایت جلسہ سالانہ سے کچھ روز قبل جلسہ کی تیاریوں کا معائنہ کرنے کے بعد ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح فرماتے ہیں۔ امسال مؤرخہ 29/ جولائی بروز اتوار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا معائنہ فرما کر باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ امسال افسر رابطہ، افسر ہیلتھ اینڈ سیفٹی، افسر معائنہ و ناظمہ اعلیٰ لجنہ اماء اللہ کے علاوہ جلسہ سالانہ کے تحت نو (9) نائب افسران اور 111 نظامتیں، خدمتِ خلق کے تحت چھ (چھ) نائب افسران اور 53 نظامتیں اور جلسہ گاہ کے تحت سات (7) نائب افسران اور 45 نظامتیں کُل ملا کر 22/ نائب افسران اور 209 نظامتیں قائم کی گئی تھیں۔ ناظمہ ءاعلیٰ لجنہ اماء اللہ کے تحت قائم کردہ نظامتیں اس کے علاوہ ہیں۔

## مسجد فضل لندن

حسب روایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معائنہ کا آغاز مسجد فضل لندن سے فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازِ ظہر اور عصر کے کچھ دیر بعد اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے تو وہاں موجود خواتین و حضرات، خصوصًا بچوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضورِ انور نے دعا کروائی اور مسجد فضل لندن سے بیت الفتوح کے لئے روانہ ہوئے۔

## بیت الفتوح، لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ ہلکی ہلکی بارش میں مسجد بیت الفتوح پہنچا جہاں محترم نصیر دین صاحب (نائب افسر جلسہ سالانہ) اور محترم نسیم احمد باجوہ صاحب امام مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور مسجد بیت الفتوح کمپلیکس کے عقب میں موجود پارکنگ ایریا میں قائم کار پاسز ڈسٹریبیوشن آفس (Car Pass Distribution Office) میں تشریف لے گئے جہاں اس شعبہ کے رضا کاران اور کارکنان نے ایک میز پر تمام categories کے پاسز حضور انور کے ملاحظہ کے لئے سجا رکھے تھے۔ ناظم صاحب شعبہ نے ان کے بارہ میں حضور انور کو بریفنگ دی۔

اس کے بعد حضورِ انور رجسٹریشن آفس تشریف لے گئے۔ موبائل سروس مہیا کرنے والی کمپنی EE کے سٹال پر کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد حضورِ انور شعبہ استقبال مہمانان (Guest Reception) پر تشریف لے گئے۔ یاد رہے کہ مذکورہ بالا موبائل کمپنی گزشتہ دو سال سے جلسہ کے دوران جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی میں عارضی طور پر اپنا mast لگا دیتی ہے جس سے EE کی سروس حاصل کرنے والے افراد کو بہت سہولت رہتی ہے۔ حضورِ انور دفتر جلسہ سالانہ کی نظامت سے ہوتے ہوئے مہمانوں کی رہائشی مارکی میں رونق افروز ہوئے۔ بعد ازاں مہمانوں کی طعامگاہ میں تشریف لے گئے جہاں سے کچن بیت الفتوح میں تشریف لے گئے اور تازہ تیار شدہ آلو گوشت کو چیک فرمایا۔ بعد ازاں حضورِ انور بُک سٹور تشریف لے گئے۔ محترم ارشد احمدی صاحب (سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ یوکے) نے حضورِ انور کو بُک سٹور کا تعارف کروایا۔ حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی طرف سے شائع کی جانے والی کتاب ’عائلی مسائل‘ کے بارہ میں خاص طور پر استفسار فرمایا۔ جس پر عرض کیا گیا کہ وہ چھپ کر آچکی ہے۔

مسجد بیت الفتوح میں نظامتوں کا معائنہ فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ یوکے بمقام Haslemere کے لئے روانہ ہوئے۔

## جامعہ احمدیہ یُوکے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ یوکے میں رونق افروز ہوئے جہاں محترم حافظ اعجاز احمد صاحب ناظم ریزرووَن برائے مہمانان وکالت تبشیر نے حضورِ انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور جامعہ احمدیہ کی عمارت میں تشریف لائے جہاں بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب جماعت حضور انور کے استقبال کے لئے کھڑے تھے اور عرب احباب ترانے پڑھ رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت کچھ مہمانوں اور کچھ مہمان نوازوں سے تعارف حاصل فرمایا۔ حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ گھانا سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے والے چار طلباء سے خصوصی تعارف حاصل فرمایا اور خوش نصیب طلباء سے اردو میں گفتگو فرماتے ہوئے انہیں شرفِ مصافحہ بخشا۔ پیارے آقا نے تنزانیہ سے تعلق رکھنے والے ایک طالبعلم سے پوچھا کہ کیا آپ سواحیلی میں ترجمہ کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے جامعہ میں مستورات کے رہائشی حصہ کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور کچن کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں پکائی گئی کچھ چیزوں کو چیک کیا۔

جامعہ احمدیہ یُوکے میں قائم رہائشگاہ کا معائنہ فرمانے کے بعد حضورِ انور جلسہ گاہ ’حدیقۃ المہدی‘ کے لئے روانہ ہو گئے۔

## حدیقۃ المہدی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ حدیقۃ المہدی پہنچا۔ حضور انور کچھ دیر اپنی رہائشگا تشریف لے گئے بعد ازاں حضور انور نے بارش میں حدیقۃ المہدی میں قائم مختلف نظامتوں کا معائنہ فرمایا۔

ان نظامتوں میں لنگر خانہ، روٹی پلانٹ، پاٹ واشنگ، سٹورز، رہائش، مارکی لجنہ، (حضورِ انور نے لجنہ کے درمیان موجود ایک معذور بچی کے سر پر ازراہِ شفقت ہاتھ رکھا)، حفاظت، ہومیو پیتھی، مارکی ریویو آف ریلیجنز، مارکی احمدیہ آرکائیوز اینڈ ریسرچ سنٹر، مارکی تبلیغ ڈیپارٹمنٹ یُوکے، ایم ٹی اے سٹوڈیوز، ایم ٹی اے آفسز، ریڈیو وائس آف اسلام، ایم ٹی اے سوشل میڈیا، ایم ٹی اے الثالثہ العربیۃ، ایم ٹی اے افریقہ، ایم ٹی اے پروگرامنگ، سائیٹ و دیگر شامل ہیں۔ اس معائنہ کے دوران قدم بہ قدم حضورِ انور کی شفقتوں، محبتوں اور رہنمائی کے جاری ایک سیلِ رواں سے عشاقانِ خلافت خوب حصہ پاتے رہے۔

..............(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## تاریخ پاکستان کے اہم واقعات وشخصیات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 اگست 2012ء میں شامل اشاعت ایک مضمون (مرسلہ: مکرم غلام مصطفی تبسم صاحب) میں تاریخ پاکستان کے بعض اہم واقعات اور شخصیات کا تعارف شامل ہے۔

### پاکستان کا پرچم

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں سیاسی تنظیم آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی اور ایک سبز پرچم، جس پر چانداور تارہ بنا ہوا تھا، اس تنظیم کا پرچم قرار پایا۔

3 جون 1947ء کو جب ہندوستان کی تقسیم کا اعلان ہوا تو قائداعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی یہ تجویز ردّ کردی کہ دیگر برطانوی نوآبادیوں کی طرح پاکستان کے پرچم میں پانچواں حصہ برطانوی جھنڈے ''یونین جیک'' کے لئے مخصوص کردیا جائے۔ قائداعظم کی یہ تجویز پسند کی گئی کہ مسلم لیگ کے پرچم کو ہی پاکستان کا قومی پرچم بنالیا جائے۔ تاہم اتنا اضافہ کیا گیا کہ پرچم میں اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے سفید رنگ بھی شامل کرلیا گیا۔

قائداعظم نے نئے پرچم کی ڈیزائننگ کا کام پاکستان بحریہ کے سپرد کیا اور اُن کے تیار کردہ کئی ڈیزائنوں میں سے موجودہ ڈیزائن منظور کیا۔ قائد ملّت خاں لیاقت علی خاں نے یہ پرچم 11 اگست 1947ء کو کراچی میں مجلس قانون ساز کے اجلاس میں پیش کیا اور کہا کہ یہ پرچم اُن لوگوں کی آزادی وحریت اور مساوات کا ضامن ہے جو اس سے وفاداری کا عہد کرتے ہیں۔ اور یہ پرچم شہریوں کے جائز حقوق کی حفاظت کرے گا۔

پاکستان کا قومی پرچم مستطیل شکل کا ہے۔ اس کے طول اور عرض میں تین اور دو کا تناسب ہے۔ ایک چوتھائی حصہ سفید رنگ پر اور تین چوتھائی حصہ سبز رنگ پر مشتمل ہے۔ سفید رنگ اقلیتوں کی اور سبز رنگ اسلام کی نمائندگی کرتا ہے۔ سبز رنگ کے حصے پر 45 درجے کے زاویئے پر جُھکا ہوا ایک ہلال اور ایک ستارہ بنا ہوا ہے۔

### پاکستان کا قومی ترانہ

قیام پاکستان کے وقت قومی پرچم تو موجود تھا اور 14 اگست 1947ء کو پرچم کشائی کے موقع پر ایک قومی گیت کی دھن بھی بجائی گئی تھی لیکن اس گیت کو ترانے کا درجہ نہیں دیا گیا تھا۔ دسمبر 1948ء میں حکومت پاکستان نے وزیر مواصلات سردار عبدالرب نشتر کی سربراہی میں 8 رکنی قومی ترانہ کمیٹی تشکیل دی۔ بعدازاں کمیٹی کو دو ذیلی کمیٹیوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ وہ الفاظ اور موسیقی کے سلسلے میں موصولہ نمونوں کا جائزہ لے۔ اس کمیٹی کو دنیا بھر سے الفاظ اور دھنیں موصول ہوئیں لیکن ان میں سے کوئی بھی دھن یا نغمہ معیار پر پورا نہ اتر سکا۔ اس پر ذیلی کمیٹی برائے موسیقی کے رُکن احمد غلام علی چھاگلہ سے کہا گیا کہ وہ ترانے کی موسیقی ترتیب دیں۔ وہ اچھے موسیقار تھے اور ایک فلم کی موسیقی بھی ترتیب دے چکے تھے۔ انہوں نے اسے باعثِ اعزاز سمجھا اور قومی ترانے کے لئے ایک پُرشکوہ دُھن ترتیب دے ڈالی۔

اس دُھن میں انہوں نے کُل 21 آلاتِ موسیقی اور 38 ساز استعمال کئے۔ اس دُھن کا دورانیہ 80 سیکنڈ تھا اور اسے پاکستان زندہ باد کا نام دیا گیا۔ یکم مارچ 1948ء کو جب ایران کے سربراہ مملکت پاکستان تشریف لائے تو ان کی آمد پر پاک بحریہ کے بینڈ نے یہ دھن بجائی۔ 5 جنوری 1954ء کو مرکزی کابینہ نے اس دھن کو سرکاری طور پر قومی ترانہ قرار دے دیا۔

اگلا مرحلہ اس دھن کے حوالے سے الفاظ کا چناؤ تھا۔ چنانچہ ملک کے تمام مقتدر شعراء کو اس دُھن کے گراموفون ریکارڈز بھجوائے گئے۔ جواباً 723 ترانے موصول ہوئے جن میں سے چار پسندیدہ قرار پائے جو حفیظ جالندھری، حکیم احمد شجاع، آرزو لکھنوی اور زیڈ اے بخاری کے لکھے ہوئے تھے۔ 7 اگست 1954ء کو قومی ترانہ کمیٹی نے ابوالاثر حفیظ جالندھری کا ترانہ پاکستان کے قومی ترانے کے طور پر منظور کرلیا اور 13 اگست 1955ء کو حکومت نے قومی ترانے کے الفاظ کا کاپی رائٹ خریدلیا۔

پاکستان کا قومی ترانہ شاعری کی صنف مخمس میں لکھا گیا ہے۔ اس ترانے میں کُل 3 بند ہیں اور ہر بند میں پانچ مصرعے ہیں۔ ہر بند کا آغاز پاکستان کے پہلے حرف سے ہوتا ہے جبکہ اس ترانے میں لفظ پاکستان فقط ایک مرتبہ آتا ہے۔ ترانے میں کُل 209 الفاظ ہیں۔

### پاکستان کے پہلے ڈاک ٹکٹ

شروع میں تو وہی ڈاک ٹکٹ پاکستان میں بھی رائج رہے (جن پر جارج ششم کی تصویر بنی تھی اور) جو آزادی کے وقت ہندوستان میں رائج تھے۔ یکم اکتوبر 1948ء کو انہی ڈاک ٹکٹوں پر پاکستان کا لفظ چھاپ کر انہیں پاکستان کے ڈاک ٹکٹوں کی حیثیت دے دی گئی۔ پھر محکمہ ڈاک کی درخواست پر وزارت اطلاعات ونشریات کے محکمہ فلم و اشتہاریات کے نگران جناب ارشد حسین نے اپنے محکمہ کے دو آرٹسٹ جناب عبداللطیف اور جناب رشیدالدین سے ڈیڑھ آنہ، ڈھائی آنہ اور تین آنہ مالیت کے تین ٹکٹ ڈیزائن کروائے جن پر علی الترتیب پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی، کراچی ائیرپورٹ اور شاہی قلعہ کی تصاویر بنی تھیں اور پاکستان زندہ باد کے الفاظ تحریر تھے۔ چوتھا ڈاک ٹکٹ عبدالرحمن چغتائی نے ڈیزائن کیا اور چار ٹکٹوں کا یہ سیٹ 9 جولائی 1948ء کو جاری کیا گیا۔

### گوادر پاکستان کا حصّہ بن گیا

کراچی کے بعد پاکستان کی دوسری بڑی بندرگاہ گوادر ہے جو کراچی سے تقریباً 300 میل اور پاک ایران سرحد سے 45 میل کے فاصلے پر صوبہ بلوچستان میں واقع ہے۔ یہ شہر سترہویں صدی کے اوائل میں ریاست مکران میں شامل ہوا اور 1778ء میں خان آف قلات کے زیرنگیں آگیا۔ 1781ء میں مسقط کے شہزادہ سلطان بن ناصر خاں اوّل نے اپنے باپ سے بغاوت کرکے مکران میں پناہ حاصل کی۔ خان آف قلات نے گوادر کی سالانہ آمدنی، شہزادے کی گزراوقات کے لئے اُس کے حوالے کردی۔ 1792ء میں باپ کی وفات کے بعد یہ شہزادہ مسقط کا سلطان بن گیا تاہم اس نے گوادر پر اپنا قبضہ برقرار رکھا۔ انگریزوں نے جب قلات پر قبضہ کیا تو یہ صورتحال بدستور قائم رہی اور 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت بھی گوادر سلطنت مسقط واومان کا حصہ تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد گوادر کی بازیابی کے لئے آواز اٹھائی گئی اور 1949ء میں مذاکرات بھی ہوئے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ 1956ء میں جب سرفیروز خان نون پاکستان کے وزیر خارجہ بنے تو انہوں نے دوبارہ آواز اٹھائی۔ 1957ء میں وہ وزیراعظم بنے تو انہوں نے یہ قانونی نکتہ اٹھایا کہ گوادر کی حیثیت ایک جاگیر کی ہے۔ چونکہ حکومت پاکستان نے وہ تمام جاگیریں منسوخ کردی ہیں جو حکومت برطانیہ نے سیاسی اسباب کی بنا پر دی تھیں اس لئے گوادر کی جاگیر کی تنسیخ بھی کی جاسکتی ہے۔ برطانوی حکام نے پاکستان کے اس مؤقف کی تائید کی اور ان کی مدد کے باعث معاوضہ کی ادائیگی کے بعد گوادر کا علاقہ 8 ستمبر 1958ء کو پاکستان کا حصہ بن گیا۔

### پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا

دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے مددگار ثابت ہوسکے۔ چنانچہ 26 جون 1945ء کو سان فرانسسکو میں 51 ممالک کے نمائندوں نے اقوام متحدہ کے چارٹر پر دستخط کئے اور یوں 24 اکتوبر 1945ء کو اس تنظیم کا باضابطہ قیام عمل میں آگیا۔ 51 ممالک میں ہندوستان بھی شامل تھا۔ چنانچہ ہندوستان کو تو اس تنظیم کی رُکنیت ورثے میں ملی لیکن پاکستان کو اس کے لئے درخواست دینی پڑی۔ چونکہ اقوام متحدہ کے نئے رُکن کی منظوری جنرل اسمبلی دیتی ہے جس کا اجلاس ہر سال ستمبر کے تیسرے پیر سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے پاکستان 30 ستمبر 1947ء کو اقوام متحدہ کا 56 واں رُکن بن گیا۔ اسی دن عرب جمہوریہ یمن کو بھی رُکنیت ملی۔

### ریڈیو پاکستان لاہور کا آغاز

16 دسمبر 1937ء کو لاہور میں ایک ریڈیوسٹیشن نے اپنی نشریات کا آغاز کیا تھا۔ میڈیم ویو 5 کلوواٹ کے ٹرانسمیٹر سے صبح، دوپہر اور رات کو نشر ہونے والی نشریات کا دائرہ سماعت صرف 35 میل تک محدود تھا۔ چند تجرباتی دن گزارنے کے بعد ریڈیو کا عملہ YMCA کی عمارت سے گورنر ہاؤس کے عقب میں واقع ایک کوٹھی میں منتقل ہوگیا جس کے کمرے پانچ سٹوڈیوز اور دفاتر میں تبدیل کردیئے گئے تھے۔ 14 اگست 1947ء کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اُس وقت ریڈیو لاہور اس نئی مملکت کی آواز بن کر فضاؤں میں گونجا۔ پاکستان کے قیام کا اعلان رات کے بارہ بجے مصطفی علی ہمدانی مرحوم نے اردو میں اور ظہور آذر صاحب نے انگریزی میں کیا۔

### لاہور کا عجائب گھر

لاہور کے عجائب گھر کا آغاز 1864ء میں ایک صنعتی نمائش سے ہوا جو ٹولنٹن مارکیٹ میں 20 جنوری سے اپریل کے پہلے ہفتے تک جاری رہی۔ اس نمائش میں بعض ریاستوں، رئیسوں اور جاگیرداروں نے کئی عجیب چیزیں، قسم قسم کے زیورات، قیمتی مرصع مطلّا، ریشمی مخملی اور سوتی ملبوسات، قالین، ہاتھ کی لکھی ہوئی پرانی کتابیں اور مخطوطات اور مشہور مصوروں کی نقاشی کے دلکش نمونے رکھے گئے تھے۔ نیز مختلف اناج، جڑی بوٹیاں، اوزار، ہتھیار، تلواریں، برچھے، اور دیگر آلات حرب، قسم قسم کے پتھر، پارچہ جات، چرمی مصنوعات، ظروف جواہرات اور مُردہ جانور اس نمائشگاہ کی زینت تھے۔ نمائش کے اختتام پر دستکاریوں کے چیدہ چیدہ نمونے مستقل نمائش کے لئے رکھ لئے گئے اور عجائب گھر کی بنیاد بنے۔

ملکہ وکٹوریہ کے پوتے پرنس البرٹ وکٹر جب لاہور تشریف لائے تو 3 فروری 1890ء کو انہوں نے موجودہ عجائب گھر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ عمارت کی تعمیر اُس چندہ سے کی گئی جو ملکہ وکٹوریہ کی گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں فراہم کیا گیا تھا۔ عمارت کا نقشہ بھائی رام سنگھ اور لاک ڈو Lockdo نے تیار کیا۔ پہلے اس عجائب گھر میں کئی شعبے قائم تھے لیکن پھر دائرہ محدود کیا جاتا رہا اور یکے بعد دیگرے کئی شعبے یہاں سے منتقل کردیئے گئے۔ مثلاً مُردہ حیوانات کا شعبہ گورنمنٹ کالج لاہور منتقل ہوگیا۔ آجکل یہ عجائب گھر صرف فنون لطیفہ اور آثار قدیمہ تک محدود ہے۔

### پاکستان کی پہلی مردم شماری

متمدّن ممالک میں ہر دس سال بعد مردم شماری (Census) ہوتی ہے۔ Census لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ دراصل قدیم رومن حکومت ہر شخص کے خاندان، اولاد، غلام اور ملازمین کے متعلق معلومات کا ریکارڈ رکھتی تھی۔ جبکہ صدیوں پہلے حضرت موسیٰؑ کے عہد میں بھی مردم شماری ہوتی تھی اور بائبل کے عہدعتیق میں حضرت موسیٰؑ کا جو صحیفہ گنتی نام کا ہے اس میں مردم شماری کی ایک جامع رپورٹ موجود ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت بھی شہنشاہ روم قیصر آگسٹس کے حکم سے مردم شماری ہوئی تھی اور اسی لئے یوسف نجار اور حضرت مریمؑ کوائف درج کرانے کے لئے اپنے اصل وطن بیت اللحم میں مقیم تھے۔

پاکستان کی پہلی مردم شماری 1951ء میں کی گئی جو 9 فروری سے شروع ہوکر 28 فروری کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس کے مطابق پاکستان کی کُل آبادی 7 کروڑ 85 لاکھ 79 ہزار تھی۔ اور وہ اضافی علاقے جو آج پاکستان میں شامل ہیں اُن کی آبادی 3 کروڑ 38 لاکھ تھی۔

...❁...❁...❁...

---

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 اگست 2012ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کی، پاکستان کے حوالہ سے کہی جانے والی، ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یہ پاک دھرتی حسیں ہے اتنی  
کروں جو تن من نثار اس پہ  
ملے ہے چین و قرار مجھ کو  
**وطن کی مٹی سے پیار مجھ کو**  
ہے میری سانسوں میں اس کی خوشبو  
یہ کھیت ، دریا ، پہاڑ ، جنگل  
خزاں بھی اس کی بہار مجھ کو  
**وطن کی مٹی سے پیار مجھ کو**  
ہوئے جو لاکھوں ستم ہیں مجھ پر  
وہ سب گوارا وطن کی خاطر  
مَیں گل نچھاور کروں گا اُن پر  
ندیمؔ! دیں گے جو خار مجھ کو  
**وطن کی مٹی سے پیار مجھ کو**

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide
August 17, 2018 – August 23, 2018

*Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 3875 6040*

## Friday August 17, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 25.
01:25 Huzoor's Address At Jalsa Salana UK 2018
02:30 In His Own Words
03:05 Spanish Service
03:25 Hajj Aur Us Kay Masa'il
04:00 Tarjamatul Qur'an Class
05:10 Qur'an Sab Se Acha
05:45 Truth Matters
06:00 Tilawat: Surah-Furqaan, verses 22-38.
06:10 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 26.
07:00 Islamic Jurisprudence
07:30 Husn-e-Biyan
08:00 Pakistan National Assembly 1974
09:05 National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2015
10:00 In His Own Words
10:30 Al-Andalus
10:55 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30 Tilawat [R]
13:45 Hajj-e-Baitullah
14:30 Shotter Shondhane
15:30 Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 History Of MTA In Mauritius
18:00 World News
18:15 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 140-157.
18:30 Islamic Jurisprudence [R]
19:05 The Concept Of Bai'at
19:25 National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2015 [R]
20:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Friday Sermon [R]
22:40 Hajj-e-Baitullah [R]
23:15 Husn-e-Biyan [R]

## Saturday August 18, 2018

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:45 Masjid Aqsa Qadian
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2015
02:25 In His Own Words
03:00 Islamic Jurisprudence
03:35 Dars-e-Hadith
04:00 Friday Sermon
05:15 The Concept Of Bai'at
05:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
07:05 Aao Urdu Seekhein
07:30 Islam Ahmadiyya In America
08:05 International Jama'at News
09:00 Friday Sermon: Recorded on August 17, 2018.
10:10 In His Own Words
10:40 Dua-e-Mustaja'ab
11:00 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Introduction To Waqf-e-Jadid
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:40 Aao Urdu Seekhein [R]
19:00 Islam Ahmadiyya In America [R]
19:35 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh 2016
21:15 International Jama'at News
22:05 Rishta Nata Ke Masa'il
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]

## Sunday August 19, 2018

00:15 World News
00:35 Tilawat
01:00 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh 2016
02:45 In His Own Words
03:15 Aao Urdu Seekhein
03:35 Islam Ahmadiyya In America
04:10 Friday Sermon
05:20 The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
05:30 Islami Mahino Ka Ta'aruf
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 1-19.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on August 18, 2018.
08:35 Roots To Branches
09:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
10:10 Khazain-ul-Mahdi
10:35 Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
11:05 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 17, 2018.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:40 An Introduction To Ahmadiyyat
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-267.
18:35 Story Time
19:00 Islamic Jurisprudence
19:35 Ilmul Abdaan
20:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:15 In His Own Words
22:00 Ilmul Abdaan
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Roots To Branches

## Monday August 20, 2018

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:40 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30 In His Own Words
03:05 Ilmul Abdaan
03:40 Friday Sermon
05:00 Khazain-ul-Mahdi
05:35 Roots To Branches
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
07:00 Rencontre Avec Les Francophones
08:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25 Jalsa Salana Speeches
09:00 Peace Symposium 2010
09:45 In His Own Words
10:15 Rishta Nata Ke Masa'il
10:30 Swahili Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on March 9, 2018.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Peace Symposium 2010 [R]
15:45 Safar-e-Hajj
16:30 International Jama'at News
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Swedish Service
19:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
19:20 Jalsa Salana Speeches
20:05 Peace Symposium 2010 [R]
20:50 In His Own Words [R]
21:20 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
21:55 Safar-e-Hajj [R]
22:35 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:40 Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

## Tuesday August 21, 2018

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Al-Tarteel
01:35 Peace Symposium 2010
02:25 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:55 The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
04:05 Rencontre Avec Les Francophones
05:05 Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
05:25 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Qur'an
06:45 Liqa Ma'al Arab: Recorded on March 14, 1996.
07:55 Story Time
08:15 Attractions Of Australia
08:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
09:55 In His Own Words
10:30 Maidane Amal Ki Kahani
11:10 Indonesian Service
12:10 Tilawat [R]
12:25 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 17, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:15 In His Own Words
16:50 Islamic Jurisprudence
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Rah-e-Huda: Recorded on August 18, 2018.
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:10 In His Own Words [R]
21:40 Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:25 Liqa Ma'al Arab [R]
23:30 Attractions Of Australia [R]

## Wednesday August 22, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:35 Yassarnal Qur'an
00:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:05 In His Own Words
02:40 Safar-e-Hajj
03:10 Islamic Jurisprudence
03:45 Liqa Ma'al Arab
04:55 The White Birds Of Hartlepool
06:00 Tilawat: Surah Ash-Shu'araa', verses 45-74.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
07:00 Question And Answer Session
08:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:35 Eid Celebration
09:30 Live Eid-ul-Adha Sermon 2018
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 17, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Eid-ul-Adha Sermon 2018 [R]
16:25 One Minute Challenge
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 128-152.
18:30 French Service
19:25 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
20:00 Eid-ul-Adha Sermon 2018 [R]
21:15 Eid Qurban
21:30 One Minute Challenge [R]
22:30 Question And Answer Session [R]
23:35 Chef's Corner

## Thursday August 23, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Eid-ul-Adha Sermon 2018
02:45 Wonders Of Hajj
03:05 Eid Celebration
03:55 Question And Answer Session
05:00 One Minute Challenge
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:20 Yassarnal Qur'an
06:55 Tarjamatul Qur'an Class
08:00 Islamic Jurisprudence
08:35 Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
08:55 Huzoor's Tour Of India 2008
09:55 In His Own Words
10:25 Qur'an Sab Se Acha
11:05 Japanese Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:05 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 17, 2018.
14:00 Islamic Jurisprudence [R]
14:35 Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
15:00 In His Own Words
15:30 Persian Service
15:55 Friday Sermon [R]
17:00 Qur'an Sab Se Acha
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Hajj Aur Us Kay Masa'il
18:55 Islam Ahmadiyya In America
19:30 Truth Matters
20:00 Friday Sermon [R]
21:00 In His Own Words
21:35 A Brief History Of Denmark
21:45 Qur'an Sab Se Acha [R]
22:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30 Attractions Of Canada

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 17 August 2018 | Issue No. 33

# جماعت احمدیہ برطانیہ کے 52ویں جلسہ سالانہ کا اپنی تمام تر عظیم الشان اسلامی روایات کے ساتھ 3، 4، اور 5 اگست 2018ء کو حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں نہایت شاندار، کامیاب اور بابرکت انعقاد

## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ کے انتظامات کا معائنہ
## معائنہ انتظامات اور خطبہ جمعہ کے موقع پر میزبانوں اور مہمانوں کو زرّیں ہدایات۔

## جلسہ کے مبارک ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے چار زندگی بخش، روح پرور اور بصیرت افروز خطابات۔ عالمی بیعت کی بابرکت تقریب۔ گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں دنیا بھر میں 129 ممالک سے 300 اقوام سے تعلق رکھنے والے چھ لاکھ سینتالیس ہزار (647,000) سے زاید افراد کی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت۔

## 115 ممالک سے مختلف رنگ و نسل اور قومیّتوں سے تعلق رکھنے والے 38 ہزار 510 عُشّاقِ خلافت کی جلسہ میں شمولیت

## دعاؤں، ذکرِ الٰہی، شکرِ خداوندی اور اسلامی اخوّت و محبت کے ایمان افروز نظاروں پر مشتمل عظیم الشان، دلکش اور انتہائی متأثر کن روحانی ماحول۔ مختلف دینی، علمی و تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی انگریزی اور اردو میں پُرمغز تقاریر

## گزشتہ ایک سال کے دوران جماعت احمدیہ کا دو نئے ممالک ایسٹ ٹیمور (East Timor) اور جورجیا (Georgia) میں نفوذ۔ اس طرح اب تک دنیا کے 212 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔

## 899 نئی جماعتوں کا قیام، 1773 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ، 411 مساجد کا اضافہ،

## مختلف ممالک سے آئے ہوئے وزراء، ممبرانِ پارلیمنٹ، سفارتکاروں، سول سروس سے تعلق رکھنے والے افسران، میئرز، کونسلرز، اخباری نمائندگان اور دیگر ممتاز سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات کی جلسہ میں شمولیت۔ معزز مہمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ مسلمہ کی خدمت انسانیت، ملکی تعمیر و ترقی میں بھرپور شرکت اور فلاحی و رفاہی کاموں کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیم کے فروغ پر خراج تحسین۔

## ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی اور افریقہ کی بعض لوکل زبانوں کے علاوہ کئی زبانوں میں تراجم کے ساتھ تمام دنیا میں جلسہ سالانہ کے اجلاسات و دیگر پروگراموں کی براہِ راست تشہیر۔

(حدیقۃ المہدی، آلٹن ہمپشائر، انگلستان: نظامت رپورٹنگ جلسہ گاہ) محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ انگلستان کو اپنا 52واں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ مورخہ 3 تا 5/ اگست 2018ء (بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار) اپنی تمام تر عظیم اسلامی روایات کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کی بنیاد بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِذنِ الٰہی سے 1891ء میں رکھی تھی۔ آپؑ نے ایک اشتہار میں افراد جماعت کو اس جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اس کی اغراض و مقاصد سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اِس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔"

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں